قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 5/ نومبر 2022ء | 9/ ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 5/ نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 241

ارشاد باری تعالیٰ

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ﴿۱۵﴾

(آل عمران: 15)

ترجمہ: لوگوں کے لئے طبعاً پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں اور کھیتیوں کی محبت خوبصورت کرکے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے۔ اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد باب ما جاء لو کان لابن آدم وادیان...)

فرمان خلیفہ وقت

آجکل کے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی، ترقی یافتہ زمانے میں بھی یہ سوچ ہے اور یہ سوچ بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے کہ لڑکے پیدا ہوں اور باپ کی طرح دنیاداری کے کاموں میں باپ کے ساتھ کام کریں۔ پھر جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ مال ہو، ڈھیروں ڈھیر مال کی خواہش ہو اور جتنا مال آتا ہے اتنی زیادہ حرص بڑھتی چلی جاتی ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ جس ذریعے سے بھی مال حاصل ہوسکتا ہے کیا جائے۔ دوسروں کی زمینوں پر قبضہ کرکے بھی زمینیں بنائی جا سکیں تو بنائی جائیں، دوسروں کے پلاٹوں پر بھی قبضہ کیا جائے، کاروبار پھیلایا جائے، کارخانے لگائے جائیں، سواریوں کے لئے کاریں خریدی جائیں، ایک گاڑی کی ضرورت ہے تو تین تین چار چار گاڑیاں رکھی جائیں اور پھر ہر نئے ماڈل کی کار خرید نا فرض سمجھا جاتا ہے۔ تو فرمایا کہ یہ سب دنیوی زندگی کے عارضی سامان ہیں ایک مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ ان عارضی سامانوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ دنیا کے پیچھے پھرنا تو کافروں کا کام ہے، غیرمومنوں کا کام ہے، تمہارا مطمح نظر تو اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت ہونا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے اس خوبصورت اور پاکیزہ تعلیم کے باوجود مسلمانوں نے دنیا کو ہی مطمح نظر بنا لیا ہے اور حرص اور ہوس انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ دجال کے دجل کی ایک یہ بھی تدبیر تھی جس سے مقصد مسلمانوں کو دین سے پیچھے ہٹانا تھا اور اس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے ہیں اور قناعت اور سادگی کو بھلا دیا گیا ہے اور ہوا و ہوس کی طرف زیادہ رغبت ہے اور امیر سے امیر تر بننے کی دوڑ لگی ہے۔ پس ان حالات میں خاص طور پر احمدیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہر طبقے کے احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قناعت اور سادگی کو اپنا ئیں۔

(خطبہ جمعہ 30/ اپریل 2004ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 278-279)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

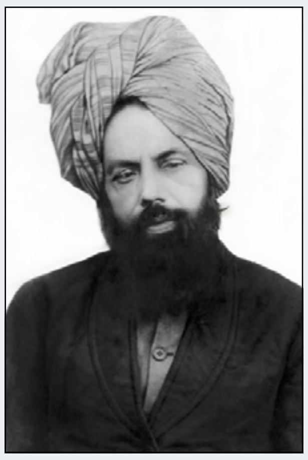

- جس قدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسی قدر اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں، کشمکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو، کہتے ہیں ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا راستے میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی! کیا حال ہے؟ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہوگئی ہوں اس کا حال کیسا ہوتا ہے۔ اسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح حاصل ہوگئی ہیں۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہوگئیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کرکے سب کچھ چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 326 ایڈیشن 1988ء)

- ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں وہ تمام تکلفات جو آجکل یورپ میں لوازم زندگی بن رکھے ہیں۔ ان سے ہماری مجلس پاک ہے۔ رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ہیں۔ اس حد تک ہر ایک عادت کی رعایت رکھتے ہیں کہ جس کے ترک سے کسی تکلیف یا معصیت کا اندیشہ ہو، باقی کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 448 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- مری صبح تو، مری شام تو (منظوم)
- روحانی پیوندکاری
- دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
- اصلاح نفس کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی روح پرور نصائح
- مکرمہ بشریٰ داؤد مرحومہ
- محترمہ امینہ ایدل وائز المیدا یاز برازیل

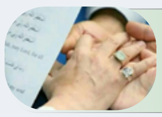

دربارِ خلافت

یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی، جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 48 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’اپنے ایمانوں کو وزن کرو‘‘۔ ’’اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے۔‘‘ ایک خوبصورت انسان ہوتا ہے۔ ’’جس طرح ایک خوبصورت انسان کو معمولی اور ہلکا سا زیور بھی پہنا دیا جائے تو وہ اُسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔‘‘ اسی طرح پر ایک ایمان دار کو اُس کا عمل نہایت خوبصورت بنا دیتا ہے۔ ’’اگر وہ بدعمل ہے تو پھر کچھ بھی نہیں۔ انسان کے اندر جب حقیقی ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو اُس کو اعمال میں ایک خاص لذّت آتی ہے اور اُس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ اس طرح نماز پڑھتا ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حق ہوتا ہے۔ گناہوں سے اُسے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے۔ ناپاک مجلس سے نفرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے اپنے دل میں ایک خاص جوش اور تڑپ پاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 249 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سُورۃ ہُود نے بوڑھا کر دیا۔ کیونکہ اس کے حکم کے رُو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرنا جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلّق رکھتی ہے، ممکن ہے کہ وہ اُس کو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوتِ قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ اُن کو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ (آل عمران:111) کہا گیا اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ (المائدہ:120) کی آواز اُن کو آ گئی۔ آپؐ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیّبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعاتِ زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ اگر نرے قیل و قال اور ریا کاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہو گا اور دوسروں پر کیا شرف!‘‘ فرماتے ہیں: ’’تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں۔‘‘ اس تمہید کے بعد آپ نے پھر جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ’’تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی چیز پسند کرسکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو، وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہو گی، کوئی خریدار نہیں ہوسکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے، اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 115-116 ایڈیشن 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ اخلاق اپنانے والا بنائے۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرے جس کی چمک دنیا کو ہماری طرف متوجہ کرنے والی ہو۔ پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے راستے کھلیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 6/ دسمبر 2013ء بحوالہ الخطبات مسرور جلد 11 صفحہ 679-681)

مری صبح تُو، مری شام تُو

مری صبح تُو، مری شام تُو
مری زندگی میں مدام تُو

ترا ذکر ہے مرا مشغلہ
سر بزم تُو سرعام تُو

مرے رتجگوں کا رفیق تُو
ہے سکوتِ شب کا کلام تُو

مرے قلب و جاں کا سکون بھی
مری دھڑکنوں کا نظام تُو

تری یاد ہے مری ہمسفر
مری چاہتوں کا امام تُو

تُو مری مراد اور منتہیٰ
ہے مرا سجود و قیام تُو

مری آرزو، مری جستجو
ہے مرا درود و سلام تُو

تجھے سوچتے مرا دن ڈھلے
سر صبح تُو، سر شام تُو

تری دلکشی مری جانِ جاں
مری سانس کا ہے دوام تُو

انیس رئیس۔ جاپان

اداریہ

روحانی پیوند کاری

نیک بندے سے تعلق جوڑنے سے اس کے فیوض و انوار بیعت کنندہ کے اندر سرایت ہونے لگتے ہیں

پھلوں کے درختوں، پھولوں کے پودوں اور فصلوں کی پیوند کاری کا طریق پرانے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ ہم نے اپنے بچپن میں مالیوں کو بیری، آم کے درختوں اور بعض پھولوں کے پودوں کو پیوند لگاتے دیکھا اور پھر کچھ عرصہ بعد ان میں لگائی گئی پیوند پر نئے رس بھرے، خوش ذائقہ اور لذیذ پھل لگتے دیکھے اور بعض جگہوں پر انہیں چکھ کر اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار بھی بنے۔ ابھی دو سال قبل لندن آنے سے پہلے میرے ایک دوست مکرم ناصر رفیق مجھے کسی احمدی دوست کے باغیچہ میں لے گئے جہاں ایک بیری کو سیب کی پیوند لگائی گئی تھی اور جس پر سیب نما بیر لگے ہوئے تھے۔ ذائقہ وسائز بیر جیسا، شکل و شبیہات سیب جیسی اور اندر سے بیر کی گٹھلی کی جگہ سیب کے بیج تھے۔ بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد اور قائد تربیت مجلس انصار اللہ مجھے سندھ کے دوروں کے دوران بے شمار مرتبہ ایک احمدی کے فارم پر جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ وہاں کے سابق مینیجر مکرم جاوید علی کھوڑو پیوند کاری (Grafting) کا بہت شوق اور ملکہ رکھتے تھے اور مہمان کے آنے پر وہ اپنے فارم کا خود Visit کرواتے اور نت نئے پھلوں کو دکھاتے اگر ان کا موسم ہوتا۔ بعض ایسے پودے بھی دیکھنے کو ملتے جو پاکستان میں نایاب ہیں۔ مجھے نارنجی بر اور خوش ذائقہ سیو بیر یاد ہیں۔ اس کے علاوہ سٹرس یعنی کینو، لیموں، گریپ فروٹ، کھجور، آم اور پھولوں میں گلاب کی پیوند کاری دیکھنے کو ملی۔ سندھ میں کئی احمدیوں کے فارمز پر آموں کے چھوٹے قد کے درخت بھی دیکھنے کو ملے۔ مکرم تنویر احمد چوہدری نے مجھے بتایا کہ اس قسم کے درخت نئی نسل کے ہیں اور پرانی نسل کے ایک بڑے درخت کی جگہ یہ دو یا تین درخت لگ جاتے ہیں اور ان کا جھاڑ بڑے ایک درخت کے جھاڑ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ تو میں 4-5 سال پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ اب تو زمانہ بہت تیز (Fast) ہو گیا ہے، اکثر چیزیں نیٹ پر دستیاب ہیں۔ نباتات پر معلومات کے بارے میں ٹی وی چینلز کی بھرمار ہے۔ زمانہ اتنا ترقی کر گیا ہے کہ ایک ہی درخت یا پودے کو پانچ پانچ، چھ چھ پھلوں کی پیوند کاری کر رکھی ہے اور ایک ساتھ ایک ہی درخت پر اتنے زیادہ قسموں کے پھل دیکھ کر اللہ کے فضلوں پر شکرانے کے الفاظ سبحان اللہ، سبحان اللہ منہ سے نکلتے ہیں۔

میں نہ تو کاشتکار ہوں، نہ گرافٹر اور نہ ہی اس آرٹیکل میں مجھے پیوند کاری کے اصول اور فوائد بتانے ہیں۔ لیکن روحانی پیوند کاری سے جوڑ، تعلق اور مماثلت پیدا کرنے کے لیے اس مضمون کا بیان ہونا ضروری ہے۔ پودوں میں پیوند کاری کے درج ذیل تین بڑے فوائد ہیں۔

1۔ افزائش نسل
2۔ زیادہ اچھی نسل کے پھل، پھول حاصل کرنا
3۔ پہلے سے زیادہ اچھی پیداوار حاصل کرنا

پیوند کاری کرنے کے بعد ہم نے مالی کو یہ کرتے بھی دیکھا کہ وہ مٹی کے مرکب یا لکڑی کے برادہ سے گرافٹنگ والے حصہ کو Cover کرتا تھا اور کسی برتن یا پلاسٹک کی بوتل کے ذریعہ قطرہ قطرہ پانی گرانے سے اتنے حصہ کو گیلا رکھتا تھا یا ہاتھوں سے پانی کا چھڑکا دیا کرتا تھا۔ مالی جس شاخ سے (نہ کہ ٹہنی سے کیونکہ وہ خشک ہوتی ہے) گرافٹنگ کرتا تھا۔ اس شاخ کو ڈھونڈنے میں اور تلاش کرنے میں کچھ وقت لگتا تھا۔ کیونکہ وہ ایسی شاخ تلاش کرتا ہے جس کی آنکھیں (Buds) ہوں۔ اس سارے Process کے لیے بہار کا موسم موزوں ترین ہوتا ہے۔ گنے کی داب لگاتے وقت بھی آنکھوں (Buds) والی ڈگری تلاش کی جاتی ہے۔ پیوند کاری کے بعد آب و ہوا، مناسب پانی اور دیکھ بھال بھی خوب ہوتی ہے۔

جانوروں میں پیوند کاری

ایک پیوند کاری جانوروں میں بھی کی جاتی ہے۔ خچر اس کی ایک مثال ہے۔

اعضائے جسمانی کی پیوند کاری

زمانہ سائنسی اعتبار سے جوں جوں ترقی کرنے لگا اعضائے جسمانی کی پیوند کاری بھی سننے کو ملنے لگی۔ ان میں سب سے پہلے دل کے آپریشن اور شریانوں یعنی بائی پاس کا سنا گیا۔ پھر دل تبدیل کرنے کے تجربات ہوئے۔ اب تو گردے، جگر اور بہت سے اعضا کی Replacement دیکھی گئی۔ ان میں ایک Hair Plantation کا عمل بھی شامل ہے۔

روحانی پیوند کاری

اب میں اپنے اصل مدعا یعنی روحانی پیوند کاری کی طرف آتا ہوں اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتا ہوں جس نے مجھے اس موضوع پر قلم اٹھانے کے لیے مجبور کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’جب وہ بیعت کرتا ہے اور ایسے کے ہاتھ پر جسے اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلی بخشی ہو۔ تو جیسے درخت میں پیوند لگانے سے خاصیّت بدل جاتی ہے۔ اسی طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں فیوض اور انوار آنے لگتے ہیں (جو اس تبدیلی یافتہ انسان میں ہوتے ہیں) بشرطیکہ اس کے ساتھ سچا تعلق ہو، خشک شاخ کی طرح نہ ہو۔ اس کی شاخ ہو کر پیوند ہو جاوے۔ جس قدر یہ نسبت ہو گی۔ اسی قدر فائدہ ہو گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 5 ایڈیشن 1984ء)

یہ مبارک الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مجلس عرفان میں اس وقت کہے جب آپؑ نے ایڈیٹر البدر کے مطابق حضرت محمد نواب خانؓ تحصیلدار کی بیعت لی اور بیعت کے بعد بیعت کی اہمیت اور توبہ و استغفار پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ بیعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال حکمت اور فراست سے پیوند کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور لکھا ہے۔ درخت میں پیوند لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے اسی طرح بیعت کے ذریعہ پیوند کاری سے وہ فیوض و انوار اور برکات بیعت کرنے والے شخص کے اندر آنے لگتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے جب آپؐ سے روحانی تعلق قائم فرمایا تو تمام صحابہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بن گئے۔ وہی خاصیتیں، خوبیاں، نیکی و تقویٰ کی علامات جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر تھیں وہ صحابہؓ کے اندر بھی نظر آنے لگیں۔ وہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہلائے۔ آج کے دور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے آپؐ پر ایمان لانے والوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیوند کا تعلق قائم کیا تو ہر صحابی، چھوٹا محمدؐ نظر آنے لگا۔ اس کے اندر حضرت محمدؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی خاصیتیں نظر آنے لگیں۔ روحانی پیوند کاری کا یہ تعلق خاندانوں میں آگے تقسیم ہوا اور ہر فرد جماعت نے حصہ رسدی وصول کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے امریکہ کے دورہ میں آج ان محبین اور مخلصین میں نمایاں طور پر نظر آتا رہا جنہوں نے اپنے پیارے امام کو پہلی دفعہ جسمانی تعلق کے قیام کے ساتھ روحانی تعلق کو بڑھوتری دی۔ اپنے ایمان افروز جذبات کا اظہار کیا جن کی اشاعت الفضل آن لائن میں مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد کی رپورٹس میں ہم دیکھتے رہے اور اپنے ایمان کو جلا دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام جاری فرما کر مادی پیوند کاری کے ان تمام اصولوں اور قواعد کو روحانی پیوند کاری میں بدرجہ اولیٰ جاری فرمایا۔ جس طرح پیوند کاری پھلوں کی افزائش اور زیادہ اچھی نسل کے پھلوں کا موجب ہوتی ہے اسی طرح جماعت احمدیہ میں روحانی پیوند کاری ہماری نسلوں کی روحانی افزائش اور زیادہ اچھے اسلامی اعمال کے پھلوں کے ساتھ اپنی نسلوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ جس طرح ظاہری پیوند کاری کو مٹی یا لکڑی کے برادے کے ساتھ چھپا کر قطرہ قطرہ پانی گرا کر یا ہاتھ سے پانی کا چھڑکا دے کر اتنے حصہ کو تازہ رکھا جاتا ہے اسی طرح خلیفۃ المسیح، جماعت کے باغ کے مالی کے طور پر ہمارے زخموں، تکلیفوں پر دعاؤں اور شفقت کا پھایا رکھ کر ہر جمعہ کو خطبہ کے ذریعہ روحانی پانی کا قطرہ قطرہ گرا کر ہماری روحانی پیوند کاری کو تازہ رکھتے اور جماعت کے درخت کے تنے سے تعلق کو مضبوط تر کرتے رہتے ہیں۔ خلافت کے فیوض و انوار ہر احمدی میں اس پیوند کاری کی وجہ سے سرایت کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے باغ میں بیعتوں کے ذریعہ روحانی نسل بڑھتی رہتی ہے اور موجودہ نسلیں بھی تقویت پاتی رہتی ہیں۔ اس کا ایک اہم موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر عالمی بیعت ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محسوس کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ بابرکت نظام جاری رکھے۔ خلافت کو دوام دے اور دنیا کے احمدیوں کے فیوض و انوار اور برکات میں ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین

(ابو سعید)

دعا کا تحفہ

تسبیح و تحمید

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ غریب مہاجر صحابہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ صاحب دولت و ثروت لوگ نماز روزہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے تم ان لوگوں کے برابر ہو جاؤ۔ اور ان لوگوں سے بھی بڑھ جاؤ جو تم سے بعد میں آئیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد 33 بار سُبْحَانَ اللّٰہ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور 33 بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو۔ ایک اور روایت میں 34 بار اللہ اکبر پڑھنے کا ذکر ہے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 74-75)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

محمد انور شہزاد

دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

بیان فرمودہ

حضرت مصلح موعودؓ

قسط 6

کبھی ہمت نہیں ہارنی چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ذکر میں کہ انسان کو کبھی ہمت نہیں ہارنی چاہیئے ہمارے دادا صاحب کا ذکر سنایا کرتے تھے کہ:

’’جب ہمارے خاندان کی ریاست جاتی رہی تو ان کے والد صاحب کو یہاں سے نکلنا پڑا اور کپورتھلہ کی ریاست میں پناہ گزین ہو گئے۔ اس وقت ریاست والوں نے چاہا کہ آپ کو دو گاؤں گزارہ کے لئے دے دیں لیکن آپ نے نہ لئے اور فرمایا اگر ہم نے یہ گاؤں لے لئے تو پھر ہم یہیں رہ پڑیں گے اور اس طرح اولاد کی ہمت پست ہو جائے گی اور اپنی خاندانی روایات قائم رکھنے کا خیال اس کے دل سے جاتا رہے گا۔ لیکن وہ رہے ایک لمبے عرصہ تک وہیں۔ پھر جس وقت ہمارے دادا ذرا بڑے ہوئے تو اس وقت سولہ سترہ سال کی عمر تھی کہ ان کے والد فوت ہوئے انہوں نے انہیں لا کر قادیان میں دفن کیا اور خود دہلی پڑھنے چلے گئے حالانکہ کوئی سامان میسّر نہ تھا۔ ایک میراثی خدمت گار کے طور پر ساتھ گیا۔ شاید اس زمانہ کے لوگوں میں وفا کا مادہ زیادہ ہوتا تھا کہ اس غربت کی حالت میں اس شخص نے ساتھ نہ چھوڑا۔

جب دہلی پہنچے تو ایک مسجد میں جہاں مدرسہ تھا جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے سنا ہوا تھا کہ دہلی شاہی جگہ ہے اور وہاں لڑکوں کو مفت تعلیم ملتی ہے۔ لیکن بیٹھے بیٹھے کئی دن گزر گئے مگر کسی نے ان کا حال دریافت نہ کیا اور نہ کھانے کو کچھ دیا۔ آخر جب تین دن کا فاقہ ہو گیا تو چوتھے دن کسی شخص کو جو خود بھی کنگال تھا خیال آیا کہ انہیں اتنے دن یہاں بیٹھے ہو گئے ہیں انہیں کچھ کھانے کو تو دینا چاہیئے۔ چنانچہ وہ ایک سوکھی روٹی لا کر انہیں دے گیا اس نے جو روٹی ان کے ہاتھ میں دی تو ان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ ہمراہی نے سمجھ لیا کہ معلوم ہوتا ہے روٹی خراب ہے اور انہیں دیکھ کر اپنی گزشتہ حالت یاد آ گئی ہے اور اس کا تصور کر کے تکلیف محسوس ہوئی ہے۔ اس موقع پر اس نے مذاق کے طور پر ان کا دل بہلانے کے لئے کہا لائیں میرا حصہ مجھے دیں۔ ان کو پہلے ہی غصہ آیا ہوا تھا، اس کا یہ فقرہ سن کر انہوں نے زور سے روٹی اٹھا کر اس کی طرف پھینکی جو اتفاقاً اس کی ناک پر لگی اور چونکہ روٹی سوکھی ہوئی تھی اس لئے اس کے لگنے سے اس کی ناک کی ہڈی پر زخم ہو گیا اور خون بہنے لگا۔

مگر ان تمام مشکلات کے باوجود انہوں نے تعلیم حاصل کی، محنت کی اور اس قدر ہمت سے کام لیا کہ آخر ایک بہت بڑے عالم اور طبیب ہو گئے۔ واپس آئے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ شروع ہو گیا تھا انہوں نے ان کی جائیداد میں سے سات گاؤں واگزار کر دیئے اور جرنل کے عہدہ پر فوج میں مقرر کیا۔

اب دیکھو کہ کس بے کسی کی حالت کو پہنچ کر بھی انہوں نے حوصلہ نہیں ہارا اور نہ اپنی ہمت پست کی بلکہ سمجھا کہ اگر ہم غریب ہو گئے ہیں تو کیا ہوا دنیوی لحاظ سے ہمارا ایک حق قائم ہے، وہ ہم لے کر چھوڑیں گے۔ چنانچہ انہوں نے علم سیکھا اور لیاقت پیدا کی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ذریعہ سے اپنے حق کے ایک حصہ کو کم سے کم واپس لے لیا۔

تو جس چیز کو انسان اپنی سمجھتا ہے اس کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے اور جس چیز کو اپنی نہیں سمجھتا اس کے حصول کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ پھر جو چیز خدا تعالیٰ نے تمہیں دینے کا وعدہ کیا ہے اور اس لئے دینے کا وعدہ کیا ہے کہ تم ہی اس چیز کے حقیقی اہل ہو اس چیز کے حصول کے لئے اگر تم جد و جہد نہ کرو تو کون کہہ سکتا ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 149-151)

رونق ایمان سے آتی ہے

ایک دوست نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ رونق روپے سے آتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک نقطۂ نگاہ یہ بھی ہے چنانچہ کلیلہ دمنہ جو فلسفہ کی کتاب ہے لیکن کہانیوں کے رنگ میں لکھی گئی ہے اس میں ایک کہانی آتی ہے جسے غالباً مثنوی رومی میں بھی بیان کیا گیا ہے، گو بیان کرنے میں کچھ فرق ہے کہ:

ایک مہمان کسی شخص کے ہاں آیا اس نے دیکھا کہ اس مکان میں ایک چوہا تھا جو کھانے پینے کی چیزیں زبردستی اٹھا کر لے جاتا تھا۔ گھر والے اسے مارنے کی کوشش کرتے، لیکن وہ ہمیشہ تیزی سے بھاگ کر نکل جاتا۔ اس طرح وہ چوہا کھا کھا کر بہت موٹا ہو گیا۔ گھر والوں نے اس مہمان کے پاس ذکر کیا کہ یہ چوہا بڑا تیز معلوم ہوتا ہے، اس نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ بہتیرا ہم زور لگاتے ہیں کہ اسے پکڑیں مگر یہ قابو میں نہیں آتا۔ ہم بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کہ میز پر کودتا ہے اور کوئی چیز اٹھا کر لے جاتا ہے۔ ہم مارنا چاہتے ہیں تو وہ تیزی سے نکل جاتا ہے اس کا کیا علاج کریں؟ مہمان نے کہا، آپ اس چوہے کی بل کھود کر دیکھیں، اس کے اندر سے ضرور روپیہ نکلے گا۔ چنانچہ انہوں نے بل کو کھودا تو اس میں سے ایک تھیلی دیناروں سے بھری ہوئی نکلی۔ گھر والوں نے وہ تھیلی اپنے قبضہ میں کر لی اور اس کے بعد سے چوہے کی طاقت بھی جاتی رہی۔

یہ درحقیقت کہانی کے رنگ میں اس امر کا ذکر ہے کہ دنیا دار لوگ روپیہ ہاتھ آ جانے پر اترا جاتے ہیں اور چوہا کا نام اس لئے رکھا کہ چوہا زمین کی طرف ہمیشہ جھکا رہتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی منافق کی مثال چوہے سے دی ہے۔

غرض دنیا دار لوگ روپیہ ہاتھ میں آ جانے پر اترا جاتے ہیں اور فخر اور عجب میں مبتلا ہو جاتے ہیں مگر اس کا نام ہم رونق نہیں رکھ سکتے، رونق ہمیشہ ایمان سے آتی ہے۔ روپیہ تو آتا اور ختم ہو جاتا ہے، لیکن رونق وہ ہے جس کے پیچھے رونق کا ایک سلسلہ لگا ہوا ہو اور خوشی ہمیشہ پہنچتی رہے لیکن

روپیہ تو خواہ کروڑوں کروڑ ہو پھر بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 158-159)

اصل چیز امداد کا تسلسل ہے

روپیہ کوئی چیز نہیں، امداد کا تسلسل اصل چیز ہے۔ تم خود ہی سوچو وہ شخص زیادہ مالدار ہے جس کے پاس صرف ایک ہزار روپیہ ہے یا وہ زیادہ مالدار ہے جسے روزانہ اخراجات کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت ہوتی ہے، میسر آ جاتی ہے؟ جس کے پاس ہزار روپیہ ہے وہ تو ختم ہو جائے گا لیکن جسے روزانہ امداد ملتی ہے وہ چلتی چلی جائے گی۔ تو اصل چیز روپیہ نہیں، بلکہ اصل چیز امداد کا تواتر ہے اور یہ تواتر محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ چنانچہ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے، وہ خرچ کرتا ہے اور پھر اور آ جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گھر میں کچھ غلہ ڈلوا دیا اور فرمایا اس سے گزارہ کرو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ہم اس غلّہ سے خرچ کرتے رہے، کرتے رہے اور کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ آخر ایک دن میں نے کہا کہ آؤ اس غلہ کو تولیں تو سہی، کتنا باقی ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں جب تولا تو اس کے تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ ختم ہو گیا کیونکہ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد کا ایک سلسلہ جاری تھا چاہے وہ کسی رنگ میں ہو، چاہے ان کی بھوکیں کم کر کے، چاہے ان کی طاقتیں بڑھا کر، چاہے تحائف کی کثرت کر کے۔ غرض کسی نہ کسی رنگ میں امداد کا سلسلہ جاری تھا، جب حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ غلہ تول کر دیکھیں اور پھر تولا تو چند دنوں کے بعد ہی ختم ہو گیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ آپؑ کو بیماری کی وجہ سے ہمیشہ مشک استعمال کرنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کوئی دوست تحفہ کے طور پر مشک لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے ایک لمبے عرصہ تک استعمال کرتے رہے۔ ایک دن فرمایا یہ مشک ختم ہونے میں نہیں آتا، دیکھیں تو سہی کتنا باقی ہے۔ چنانچہ اسے تول کر دیکھا گیا اور پھر بہت تھوڑے عرصہ میں ہی وہ ختم ہو گیا۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو برکتیں آتی ہیں، وہ کبھی ختم نہیں ہوتیں اور روپیہ تو خواہ ارب، دس ارب ہو ختم ہو جاتا ہے۔ پس روپے سے رونق نہیں بلکہ رونق ایمان سے ہوتی ہے۔ روپے سے تو عجب، فخر اور ریاء پیدا

ہوتا ہے بشرطیکہ ایمان نہ ہو اور جب ایمان ہو تو پھر انسان کی روپے پر نظر نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ پر نظر ہوتی ہے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 160-161)

کچھ خانے خدا کے لئے چھوڑ دو

عبدالحمید جو ٹرکی کا معزول بادشاہ تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اس کی ایک بات مجھے بہت ہی پسند ہے۔ یونان سے جب ترکوں کی جنگ ہوئی تو اس وقت خطرہ تھا کہ یورپ کی تمام طاقتیں یونان کی مدد کریں گی اور ترکوں کو لازماً شکست ہو جائے گی۔ اس وقت ترکوں نے ایک مجلس منعقد کی جس میں فیصلہ کیا کہ یونان کے حملہ کی اس رنگ میں مدافعت ہونی چاہئے۔ دوسرے دن ایک وزیر گھبرایا ہوا عبدالحمید کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر مکمل انتظام ہوتا تو شاید یونان کے حملہ سے ہم بچ جاتے مگر مجھے اس انتظام میں بعض خامیاں نظر آتی ہیں جن کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ اگر ان خامیوں کی موجودگی میں ہم نے جنگ کی تو ہمیں شکست ہو جائے گی بہتر یہی ہے کہ یونان سے صلح کر لی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جب اس وزیر نے عبدالحمید کو یہ بات کہی تو عبدالحمید ہنس کر کہنے لگا اتنے خانے ہم نے پر کئے تھے اور اب کچھ خانے خدا کے لئے چھوڑ دو اور اس کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے جنگ شروع کر دو۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور ترکی کو فتح حاصل ہوئی۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 380)

تو مومن کو اپنی کوششوں میں سے ایک خانہ خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔ درحقیقت سچی بات یہ ہے کہ مومن کبھی بھی ایسے موقع پر نہیں پہنچتا، اور دراصل کوئی شخص بھی ایسے موقع پر نہیں پہنچتا، جس کو اس دنیا میں کامل موقع کہا جا سکے۔ یعنی یہ کہا جا سکے کہ اب کوئی رستہ کمزوری کا باقی نہیں رہا۔ فرق صرف یہ ہے کہ مومن سمجھتا ہے ابھی کامیابی کا راستہ ہے، لیکن غیر مومن سمجھتا ہے اب کوئی راہ نہیں۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 188)

انسانی عقل تمام کمزوریوں کا احاطہ نہیں کرسکتی

ڈاکٹر بعض دفعہ کسی مریض کا جب علاج کرتا ہے تو کہتا ہے میں نے ساری تدابیر اختیار کر لیں اب اس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں، مگر پھر بھی کوئی صورت نکل آتی ہے اور بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ مجھے ہمیشہ اس بات پر حیرت آیا کرتی ہے کہ جب میری مرحومہ بیوی امۃ الحیٔ سخت بیمار تھیں تو تین تجربہ کار ڈاکٹر ان کا علاج کر رہے تھے۔ انہوں نے انہیں دیکھ کر کہا کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں، محض اعصابی کمزوری کی شکایت ہے، حالانکہ اس مشورہ کے چند گھنٹوں کے اندر اندر وہ فوت ہو گئیں۔

تو انسانی اندازے بہت دفعہ غلط ہو جاتے ہیں۔ کئی دفعہ ڈاکٹر کہہ دیتے ہیں فلاں مریض اب مرنے لگا ہے اور وہ بچ جاتا ہے اور کئی دفعہ کہتے ہیں کہ بچ جائے گا اور وہ مر جاتا ہے۔ اس بارہ میں ان کی طرف سے کوئی بے احتیاطی نہیں ہوتی مگر ان کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جہاں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے اس کے اوپر بھی راستے اور سوراخ ہیں، موت کے لئے بھی اور حیات کے بھی۔ بہرحال سامانوں کی تکمیل کو انتہاء تک پہنچانے کے بعد انسان خوش ہو جاتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ تکمیل کوئی چیز نہیں۔

تھوڑے ہی دن ہوئے اخباروں میں مضامین شائع ہوئے تھے کہ امپیریل ایئرویز نے ہوائی جہازوں کی سلامتی کے لئے انتہائی حد تک کوشش کی ہے اور اب اس نے نہایت محفوظ جہاز بنا لئے ہیں۔ ان جہازوں کے رائج ہو جانے کے بعد حادثات کا امکان بالکل جاتا رہے گا کیونکہ راستہ کے تمام چارٹ لنڈن میں لگے ہوئے ہوں گے، اور وائرلیس کے ذریعہ جہاز کو ہدایات پہنچتی رہیں گی کہ اب راستہ میں فلاں پہاڑ ہے، فلاں خطرہ ہے اور اس سے محفوظ رہنے کا یہ طریق ہے۔ لطیفہ یہ ہے کہ پرسوں کے ایک اخبار میں ایک طرف تو یہ نقشہ چھپا اور دوسری طرف یہ خبر درج تھی کہ وہ جہاز جو اس تجربہ کے لئے روانہ کیا گیا تھا وہ فرانس میں ہی ٹوٹ کر گر گیا۔ یہ پہلا سفر تھا جو اس نے الیگزنڈرا (مصر) آنے کے لئے کیا لیکن باوجود اس قدر سلامتی کی تجاویز اختیار کرنے کے وہ فرانس میں جہاں ایک ایک سواری کا جہاز بھی آسانی سے اتر جاتا ہے گر کر تباہ ہو گیا، اور سفر بھی مکمل نہ کر سکا اور عین اس وقت جب لنڈن کا مرکز اسے ہدایات دے رہا تھا، ایک پہاڑ سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گیا۔

تو انسانی عقل باوجود اپنے کمال کو پہنچ جانے کے پھر بھی تمام کمزوریوں کا احاطہ نہیں کر سکتی اور ایسے رخنے رہ جاتے ہیں جن کو پورا کرنا خدا تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے انسان کے اختیار میں نہیں۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 188-189)

سب کو ایک جیسا نہ سمجھو

کہتے ہیں ہارون الرشید کے زمانہ میں کوئی نائی تھا جسے کسی امیر نے ایک شادی کے موقع پر پانچ سو اشرفیاں انعام دے دیں۔ وہ چونکہ امراء کا نائی تھا اس لئے اشرفیوں کی تھیلی کبھی چھپا کر نہ رکھتا بلکہ جہاں جاتا اپنے پاس رکھتا اور اسے اچھالتا رہتا۔ شاید اس لئے کہ باقی امراء بھی دیکھ کر اسے کچھ دے دیں۔ وہ چونکہ ہر جگہ تھیلی اپنے پاس رکھتا اور اسے اچھالتا رہتا تھا اس لئے لوگوں نے اس کا مذاق بنا لیا۔ اور اس سے پوچھتے میاں خلیفہ! بتا! شہر کا کیا حال ہے؟ وہ کہتا شہر کا حال کیا پوچھتے ہو، کوئی کمبخت بھی ایسا نہ ہو گا جس کے پاس پانچ سو اشرفیاں نہ ہوں۔ آخر کسی نے ہنسی سے اس کی تھیلی غائب کر دی چونکہ وہ امراء کا نائی تھا اس لئے اسے اتنی جرات نہ تھی کہ وہ امراء سے پوچھ سکتا کہ میری تھیلی کس نے غائب کر دی؟ لیکن اندر ہی اندر غم سے اس نے سوکھنا شروع کر دیا۔ اب جو اس سے لوگ دریافت کرتے کہ شہر کا کیا حال ہے؟ تو کہتا شہر کا حال کیا بتائیں، بھوکا مر رہا ہے۔ آخر جس نے تھیلی غائب کی تھی اس نے نکال کر سامنے رکھ دی اور کہا شہر کو بھوکا نہ مارو اپنی تھیلی لے لو۔

تو کئی لوگ اپنے نفس کے متعلق ایک اندازہ لگاتے اور پھر اس اندازہ کو باقی سب لوگوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 198)

سپاہی کا کام اطاعت کرنا ہے

انگریزی قوم ایک واقعہ پر فخر کیا کرتی ہے اور واقعہ میں اس کا وہ فخر بالکل جائز ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ

غالباً کریمیا کی جنگ میں جبکہ ترکوں کی اعانت پر انگریزی حکومت بھی تھی، روسی فوج کے ایک دستہ کے بڑھنے کی اطلاع ملی۔ اس مقام کا نام بیلاکلاوا تھا۔ انگریزی جنرل نے ایک دستہ رسالہ کو اس فوجی دستہ کو روکنے کا حکم دیا۔ افسر کو بتایا گیا کہ روسی فوج کا ایک دستہ نہیں بلکہ اصل فوج آگے بڑھ رہی ہے، مگر اس نے اسے تسلیم نہ کیا۔ اس پر انگریزی رسالہ کے افسر نے بلا چون و چرا حملہ کر دیا اور روسی فوج سے مقابلہ کر کے وہ رسالہ قریباً سب کا سب فنا ہو گیا اور یہ جانتے ہوئے فنا ہو گیا کہ جو کام وہ کر رہا ہے اس میں اسے کامیابی کی امید نہیں ہے۔

انگریزی قوم اس واقعہ کی یاد کو کئی رنگوں سے زندہ رکھتی ہے۔ تاریخ میں بھی اور ریڈروں میں بھی، نثر کے ذریعہ سے بھی اور نظم کے ذریعہ بھی اور اس بات پر فخر کیا کرتی ہے کہ اس کے سپاہیوں نے اطاعت کا کیسا شاندار نمونہ دکھایا۔

تو سپاہی کا کام یہ ہے کہ وہ اطاعت اور ایثار کا نمونہ دکھائے۔ اگر اسے کسی غلطی کا علم ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اطلاع ذمہ وار افسروں تک پہنچا دے لیکن جب افسر کہے کہ میں اس حکم کو قائم رکھنے پر مصر ہوں، تو وہ اس حکم کی اطاعت کرے اور خدا کی آواز پر جو بعض دفعہ واقعات میں سے آتی ہے چل پڑے اور جس قدر بوجھ اٹھا کر جا سکتا ہے جائے۔ اگر دس گز جا سکتا ہے تو دس گز جائے، بیس گز جا سکتا ہے تو بیس گز جائے۔ ہاں جب وہ ڈھیر ہو جائے گا تو اس کا کام ختم ہو جائے گا اور پھر خدا کسی اور کو اس کی جگہ کھڑا کر دے گا۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 199-200)

صحابہؓ رسول کا شاندار ایثار

یاد رکھو ہمارا خدا حکیم ہے اور قرآن مجید کا ایک نام حکمت بھی ہے۔ پس جو کام کرو وہ عقل اور حکمت کے ماتحت ہو، اندھا دھند کسی طریق کو اختیار نہ کرو۔ صحابہؓ تو یہاں تک احتیاط کیا کرتے تھے کہ وہ مرتے وقت بھی یہ دیکھ لیتے تھے کہ کس کو زیادہ ضرورت ہے اور کس کو کم۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ

وہ آخری لڑائی جس میں مسلمانوں نے رومی فوجوں کو شکست دے کر شام پر قبضہ کیا اور جس میں روم کے بادشاہ نے اپنے جرنیل ہامان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ فتح پائے گا تو وہ اپنی لڑکی اس سے بیاہ دے گا۔ اس جنگ میں اسلامی مورخین کے نزدیک رومی فوج کی تعداد چھ لاکھ سے دس لاکھ تھی، اور عیسائی مورخین اس تعداد کو 3 لاکھ سے 6 لاکھ تک بتاتے ہیں۔ مسلمانوں کی فوج اسلامی مؤرخین کے نزدیک ساٹھ ہزار اور عیسائی مورخین کے نزدیک ایک لاکھ تھی۔ بہرحال رومی فوج مسلمانوں کی فوج سے تین گنے سے بھی زیادہ تھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو جو قربانی کرنی پڑی وہ نہایت ہی اہم ہے۔ بڑے بڑے صحابہؓ اس جنگ میں مارے گئے کیونکہ انہوں نے سب سے زیادہ قربانی اپنے ذمہ لی تھی۔ چونکہ یہاں میری یہ بھی غرض ہے کہ میں آپ لوگوں کو اپنے فرائض کی طرف توجہ دلاؤں اس لئے ایک واقعہ جو اسی جنگ میں رونما ہوا سنا دیتا ہوں۔

اس جنگ میں حضرت ابوعبیدہؓ جو اسلامی فوج کے کمانڈر انچیف تھے، ان کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ آیا مسلمانوں کو پیچھے ہٹ جانا چاہئے اور حضرت عمرؓ سے پہلے مشورہ لے لینا چاہئے یا مقابلہ کرنا چاہئے؟ حضرت خالدؓ بن ولید بھی اس مشورہ میں شامل تھے، انہوں نے کہا اسلامی فوجوں کا پیچھے ہٹنا سخت ہتک کی بات ہے جسے ہم ہرگز برداشت نہیں کر سکتے اور آپ کا تو یہ خیال ہے کہ ہماری فوج تھوڑی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس سپاہی بہت زیادہ ہیں اور اگر ہماری تعداد اس سے بھی تھوڑی ہو جائے تو ہمیں حملہ کر دینا چاہئے۔ رومی فوج میں ایک عیسائی عربوں کا لشکر بھی شامل تھا جس کا سردار جبلۃ ابن الایہم تھا... یہ جبلہ تیس سے ساٹھ ہزار تک فوج لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بڑھ رہا تھا۔ گویا یہ لشکر ہراول میں تھا اور رومی فوج نے اس کو آگے اس لئے رکھا ہوا تھا کہ جبلہ کہتا تھا ہم عرب ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ عربوں کا مقابلہ کس طرح

کیا جا سکتا ہے۔حضرت خالدؓ نے تجویز کی کہ ہمیں جبلہ کے لشکر پر کم سے کم یہ بات ثابت کر دینی چاہئے کہ ہماری طاقت عرب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا ساٹھ ہزار کے لشکر کے مقابلہ کے لئے مجھے صرف ساٹھ آدمی (یا بعض روایات کے مطابق دو سو۔ تاریخی روایات میں اس قسم کے خفیف فرق کوئی اہمیت نہیں رکھتے) دیئے جائیں۔ میں ان ساٹھ آدمیوں کو لے کر اس پر حملہ کروں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ساٹھ آدمی مجھے خود چننے دیئے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں میں سے ساٹھ کا لشکر چنا۔ اسی لشکر میں عکرمہؓ بھی تھے جو ابوجہل کے بیٹے تھے اور جن کی اولاد اب تک موجود ہے۔ مگر بوجہ ابوجہل کے افعال بد کے کوئی اس کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتا۔ پھر حضرت عباسؓ کے بیٹے فضلؓ بھی اسی لشکر میں شامل تھے۔ اسی طرح اور بڑے بڑے صحابہؓ یا صحابہؓ کے بیٹے اس میں شریک ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے بھی اس میں شامل تھے۔ غرض اس چھوٹے سے دستہ نے ساٹھ ہزار فوج پر حملہ کر دیا اور ایسا زبردست حملہ کیا کہ معاً قلب لشکر تک جا پہنچے اور اس لشکر کو انہوں نے شکست دی لیکن چونکہ دشمن بہت زیادہ تھا اور وہ چند آدمی تھے، اس لئے قلیل افراد ہی بچ سکے۔ باقی سب اس جنگ میں یا مارے گئے یا زخمی ہو گئے۔

جس وقت یہ لوگ زخمی ہو کر میدان جنگ میں پڑے تھے اور عیسائی لشکر اولوں کی شکست کی وجہ سے ہراساں ہو رہا تھا صحابہؓ یہ دیکھنے کے لئے کہ کون کون زخمی ہوا ہے، میدان میں گئے۔ انہوں نے پہلے عکرمہؓ کو دیکھا کہ اس کی زبان خشک ہے اور نزع کی حالت ہے۔ صحابہؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو پیاس ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ وہ کٹورے میں پانی ڈال کر ان کے پاس لائے لیکن ابھی انہوں نے پانی پیا نہ تھا کہ انہوں نے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی اور دیکھا کہ پاس ہی فضلؓ بن عباسؓ بھی زخمی پڑے ہیں اور پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں انہوں نے کٹورہ واپس کر دیا اور کہا کہ فضل کو پیاس مجھ سے زیادہ معلوم ہوتی ہے پہلے انہیں پانی پلا۔ جب وہ ان کے پاس پانی لے کر گئے تو فضلؓ نے اپنے ارد گرد دیکھا اور انہیں بھی ایک مسلمان زخمی نظر آیا وہ کہنے لگے اس مسلمان کو پیاس مجھ سے زیادہ معلوم ہوتی ہے پہلے اسے پانی پلایا جائے۔ غرض اسی طرح دس کے قریب اس میدان میں زخمی پڑے تھے اور ہر ایک پیاس سے تڑپ رہا تھا لیکن ہر ایک نے کہا کہ پانی فلاں کے پاس لے جاؤ اسے زیادہ پیاس معلوم ہوتی ہے۔ آخر صحابہؓ جب آخری زخمی کے پاس پانی لے کر پہنچے تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ اس پر وہ پھر لوٹے لیکن جس جس کے پاس گئے دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔

تو صحابہؓ مرتے وقت بھی یہ اندازہ لگایا کرتے تھے کہ ہم سے زیادہ اہم کس کی ضرورت ہے، اور پھر جس کی ضرورت زیادہ ہوتی وہ اس کو مقدم کرتے۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنے اندازوں میں کبھی حکمت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 206-208)

ہمیں ایسے مصنف نہیں چاہئیں

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک دوست تھے، انہیں کچھ جنون کا عارضہ ہو گیا تھا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام منن الرحمٰن لکھ رہے تھے اس میں آپ نے بیان فرمایا کہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے۔

اس دوست کے دماغ میں چونکہ کچھ جنون تھا اس لئے یہ سن کر انہوں نے بھی الفاظ کی جستجو شروع کر دی اور عجیب عجیب الفاظ نکالنے شروع کر دیئے۔ ایک دن کہنے لگے لوگ کہتے ہیں مرچوں کا قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید میں جو اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ کے الفاظ آتے ہیں، اس میں مرجان مرچوں کو ہی کہا گیا ہے۔ پھر دلیل یہ دی کہ مرچیں بھی لال ہوتی ہیں اور مرجان بھی لال ہوتا ہے۔

غرض قرآن کریم کی عبارات میں وہ تمام پنجابی الفاظ ثابت کرتے۔ اس قسم کے مصنفوں کی ہمیں ضرورت نہیں۔ مصنف وہ ہوں جو ہوش وحواس قائم رکھتے ہوں اور عقل وفکر سے کام لینے والے ہوں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کوئی ایسا فلسفہ نکالیں جس سے دنیا میں تہلکہ مچ جائے۔ بلکہ ایسی باتیں لکھی جائیں جو عام سمجھ کے مطابق ہوں اور جن میں اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا حل کیا گیا ہو۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 216)

عسر و یسر

کہتے ہیں کوئی پٹھان قدوری پڑھ رہا تھا جس میں اس نے پڑھا کہ نماز میں حرکت صغیرہ ممنوع ہے اور حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ پھر کسی دوسرے وقت اس نے حدیث کا جو سبق لیا تو ایک حدیث ایسی آ گئی جس میں لکھا تھا کہ رسول کریم ﷺ نے بحالت نماز میں ہی دروازہ کھول دیا اور بعض جگہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر نماز میں سانپ وغیرہ سامنے آجائے تو اسے مارا جا سکتا ہے۔ وہ پٹھان یہ پڑھتے ہی کہنے لگا ''خو محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا، قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتا ہے۔''

اب اگر کوئی شخص ایسا ہو جو نماز پڑھ رہا ہو اور نماز میں ہی سانپ نکل آئے اور وہ نماز نہ توڑے بلکہ پڑھتا رہے تو کیا ہم کہیں گے وہ زیادہ نیک ہے؟

ہم تو یہی کہیں گے کہ اس کے اندر کوئی دماغی نقص ہے جس کی وجہ سے اس نے سانپ کو دیکھنے کے باوجود اسے مارنے کی کوشش نہ کی حالانکہ اسلام نے اس کی اجازت دی تھی۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 219)

حضرت خلیفہ اوّل سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں مسجد اقصیٰ سے درس دے کر واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں جو ڈپٹیوں کا مکان ہے (جس میں آجکل صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہیں) وہاں ڈپٹی صاحب بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ اٹھے اور مصافحہ کیا اور پھر کہا مولوی صاحب! ایک بات دریافت کرنی ہے۔ میں نے کہا پوچھے۔ وہ کہنے لگے کیا بادام روغن اور پلاؤ کا استعمال فقیر لوگوں کے لئے بھی جائز ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں یہ چیزیں پاک ہیں اور ہم ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں دیکھتے۔ وہ کہنے لگے میں نے سمجھا تھا فقیر لوگ یہ چیزیں استعمال نہیں کر سکتے۔

درحقیقت ان کی غرض حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض تھا کہ آپ نے کوئی خاص غذا نہیں مقرر کی ہوئی بلکہ اتباع نبوی میں اعلیٰ یا سادہ غذا جو غذا میسر آجائے آپ استعمال فرما لیتے ہیں اور بادام روغن تو آپ دماغی کام کی وجہ سے اور بیماری کی وجہ سے بھی علاج معالجہ کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 222)

بقیہ: سو سال قبل کا الفضل...... از صفحہ 14

رہے گی۔ اس کے لیے روز بروز سامان پیدا ہو رہے ہیں اور جنرل رفعت پاشا کی تقریر بھی ان میں سے ایک ہے۔''

اداریہ کا دوسرا حصہ زیرِ عنوان ''بانی آریہ سماج کی گمنام ابتدائی زندگی'' ہے۔

اس عنوان کے تحت پنڈت دیانند صاحب کی سابقہ زندگی کے بارہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور پنڈت صاحب کی ابتدائی زندگی کا کوئی سراغ یا اتا پتا معلوم نہ ہونے پر اخبار لکھتا ہے کہ ''کیا پنڈت صاحب کو اپنی پہلی زندگی، اپنے وطن، حتیٰ کہ اپنے ماں باپ تک کو پوشیدگی میں رکھنا ظاہر نہیں کرتا کہ وہ ان باتوں سے دوسروں کے آگاہ ہونے کو اپنے نئے منصوبوں کے لیے مضر سمجھتے تھے اور انہیں ایسے پول کھلنے کا ڈر تھا جو ان کے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتے۔ ورنہ اپنے ابتدائی حالات کو پوشیدہ رکھنے کی انتہائی کوشش کرنے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

حیرت ہے جو شخص ہندوؤں کے قدیم مذہبی خیالات کے خلاف معرکہ آرائی کے لیے کھڑا ہو۔ جس نے سب مذاہب کے پاک انسانوں پر طرح طرح کے الزام لگائے۔ جس نے اپنے پیروؤں میں دوسروں کے خلاف بدزبانی اور فحش کلامی کرنے کا بیج بویا۔ اس میں اتنی بھی جرأت نہ تھی کہ نئے خیالات لے کر اپنے ہم وطنوں کو منہ دکھا سکتا اور اپنے ماں باپ سے کلام کر سکتا۔''

صفحہ نمبر 5 تا 7 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 27؍اکتوبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 8 پر ایک مضمون عبدالحکیم صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ چھاؤنی کا شائع ہوا ہے۔ مذکورہ مضمون ''مولوی محمد علی صاحب اور مرزا محمد خدا بخش صاحب میں اختلافِ عظیم بیعتِ خلافت کے متعلق'' کے عنوان سے ہے۔

اس مضمون کا پس منظر یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بیعتِ خلافت کو غیر ضروری قرار دیا اور اس کی تائید میں یہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے خلفاء نے بھی اپنی بیعت کو لازمی قرار نہیں دیا۔

لیکن اس کے برخلاف مولوی محمد علی صاحب کے ہی ایک ساتھی مرزا محمد خدا بخش عقیدہ رکھتے تھے اور انہوں نے لکھا کہ ''پیشتر ازیں بخوبی دکھایا گیا ہے کہ بیعت کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ رسولِ کریم ﷺ وخلفائے اربعہ نے بیعت کی۔ مگر بہانہ جو کہہ دیتے ہیں کہ وہ بیعتِ خلافت یعنی ملکی تھی نہ کہ روحانی۔ لہٰذا ہم ان کی نادانی اور جہالت کو رد کرنے کے لیے کثیر التعداد احادیث پیش کرتے ہیں کہ بیعت نہ صرف ملکی معاملات کے لیے ہوا کرتی تھی بلکہ ہر نیک کام کے کرنے اور برے کام سے بچنے کے لیے بھی ہوتی ہے۔'' چنانچہ مرزا محمد خدا بخش صاحب نے اس بات کی تائید میں بعض احادیث بیان کی ہیں۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221106.pdf

چوہدری صفدر نذیر جاوید گولیکی

اصلاح نفس کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی روح پرور نصائح

(مکرّر اشاعت)

جب بندہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

سچی توبہ پاک تبدیلی پیدا کرتی ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کی سزا کو معاف کر دیتا اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے اس لیے تم بھی اب ایسے ہو جر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 183)

رضائے الٰہی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ

نماز سنوار کر پڑھو خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے نماز اس لیے نہیں کہ ٹکریں ماری جائیں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں بہت سے لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں یہ کچھ نہیں۔نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتاوے کہ تم خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 183-184)

دین کی عظمت

اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔کسی بلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلاء میں کروڑ ابتلاء ہو۔ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من نہ آنستم کہ روزے جنگ بینی پشت من
آں منم کاندرمیان خاک و خوں بینی سرے

پس کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کونسے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے، نہ لوگوں کے سب وشتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کیے جائیں گے ان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو گا کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے بس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام۔لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23-24)

حتی مقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو

تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو۔گالیاں سنو اور چپ رہو، ماریں کھاؤ اور صبر کرو حتی مقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔بس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی طیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے تمہارے لئے سب کو چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔پس جب کہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔

(تذکرہ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

صرف خدا سے محبت کرنی چاہئے

واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں

سے محبت نہیں کر سکتے تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے محبت کرو اور خدا سے بھی۔صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم سے خدا سے محبت کر کے اس راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لیے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن وہ شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانا چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔

(ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر 1903ء)

ایک عظیم بشارت

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے۔جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہے کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت دے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھہ نہیں کیا گیا پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66)

نماز دعا کا بہترین ذریعہ ہے

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر

جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لیے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد کرنے میں گزار دیتے ہیں حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 402)

خدا سے محبت کرنے والوں کا مقام

یاد رکھو جو خدا سے محبت تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرماتا ہے کہ پھر میں ایسے مقرب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں یعنی جہاں میرا منشا ہوتا ہے وہی ان کی نظر پڑتی ہے صادق موت کا بھروسہ نہیں رکھتا وہ خدا سے غافل نہیں ہوتا ان کے کان ہو جاتا ہوں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے جہاں اللہ کی یا اس کے رسول ﷺ کی یا اس کی کتاب کی تحقیر اور ذلت ہوتی ہے وہاں سے بیزار اور ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ سن نہیں سکتے اور کوئی ایسی بات جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم کے خلاف ہو نہیں سنتے اور ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ ایسا ہی فسق و فجور کی باتوں اور سماع کے ناپاک نظاروں اور آوازوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 437)

پورے آداب سے دعا مانگو

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں ہمارا خدا علی کل شی ان قدیر خدا ہے قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے نمازیں ہرگز ضائع نہیں ہوتیں آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے نمازیں کہاں پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لئے بیٹھے رہتے ہیں نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے تو اسے کیا فائدہ۔ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کرلیا کرو اور پورے آداب الدعا کو ملحوظ رکھو۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191)

تم حزب اللہ بن جاؤ

دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے نہیں، صحابہؓ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پالیتا ہے دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقیٔ دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے پس میں بھی خدا تعالیٰ کے انہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ میں زیادہ امید ان پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے اس لیے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے اور ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہئے تا کہ معرفت میں زیادت ہو پوچھنا حرام نہیں بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے اور عملی ترقی کے لیے بھی۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 142-143)

دین کی خاطر زندگی بسر کرو

تکلّفات میں وقت ضائع کرنا حضور علیہ السلام کو ناپسند تھا اس کے متعلق حضورؑ نے فرمایا: ''میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے اور فرمایا: کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے فرمایا جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے فرمایا ہم دین کے لیے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں بس دین کی راہ میں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 310)

خدا کا دامن ہمیشہ پکڑے رکھو

اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لیے بہشت کے دن ہوتے ہیں خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ خدا خود ان کا حافظ و ناصر ہو جاتا ہے یہ خدا جو ایسا خدا ہے کہ وہ علیٰ کل شی قدیر ہے وہ عالم الغیب ہے وہ حی قیوم ہے اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہیں خدا تعالیٰ اپنے حقیقی بندے کو ایسے وقتوں میں بچا لیتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے آگ میں پڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ نکلنا کیا دنیا کے لیے حیرت انگیز امر نہ تھا کیا ایک خطرناک طوفان میں حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے رفقاء کا سلامت بچ رہنا کوئی چھوٹی سی بات تھی اس قسم کی بے شمار نظیریں موجود ہیں اور خود اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے کرشمے دکھائے ہیں دیکھو مجھ پر خون اور اقدام قتل کا مقدمہ بنایا گیا ایک بڑا بھاری ڈاکٹر جو پادری ہے وہ اس میں مدعی ہوا اور آریہ اور بعض مسلمان اس کے معاون ہوئے۔ لیکن آخر وہی ہوا جو خدا نے پہلے سے فرمایا تھا کہ ''ابراء'' (بے قصور ٹھہرانا) بس یہ وقت ہے کہ تم توبہ کرو اور اپنے دلوں کو پاک صاف کرو... خدا بے نیاز ہے اسے صادق مومن کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں ہوتی اور بعد از وقت دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے اس وقت اسے راضی کرنا چاہئے۔ لیکن جب اپنی سیاہ کاریوں اور گناہوں سے اسے ناراض کر لیا اور اس کا غضب اور غصہ بھڑک اٹھا اس وقت عذاب الٰہی کو دیکھ کر توبہ استغفار شروع کی اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ جب سزا کا فتویٰ لگ چکا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 195-196)

تعلق کے تقاضے

یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعار اللہ کی حرمت نہیں کرتے پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض اور مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن

شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو خدا تعالیٰ کے حضور اتنی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کرلیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو بس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 282)

اپنی زندگیاں وقف کرو

فرمایا انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لیے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی۔جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے ہرگز نہیں بَلٰی ٭ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے یہ وقف ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جب کہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم وغموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے کیا للّٰہی وقف کا نسخہ تیرہ سو برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کون سی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لیے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 369-370)

ابدی زندگی کے چشمہ سے فیض پاؤ

میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لیے پیدا کر دی ہے مبارک وہی ہے جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ، کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی، لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے بس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو، کہ وہ تمہیں سیراب کرے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہوسکتا یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پیے گا وہ ہلاک نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا،اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو۔اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہیں ہے یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہودیوں عیسائیوں یا دوسرے مشرک بت پرستوں کو سکھایا جاتا اور وہ اس کو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے۔اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ان پر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہوکر ہلاک ہوگئی۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 135-136)

جان، مال، عزت خدا کی راہ میں

فرمایا: وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنالیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تا کہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للّٰہی واقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے بَلٰی ٭ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ اس جگہ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان،مال،آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 364)

محبت الٰہی اور اس کا تقاضا

خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟یہی کہ اپنے والدین،جورو اپنی اولاد اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرلیا جاوے چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو...اصل توحید کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو نری زبان سے ثابت نہیں ہوسکتی۔اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے نہیں میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے یہی وہ غرض ہے کہ جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے۔اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا۔اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوگیا...تم ان راہوں سے آؤ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے داخل ہوکر راحت اور آرام ملتا ہے۔مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہوکر گزرنا پڑے گا اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے۔چھینک دو ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو چھینک دے تو یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راست باز نہیں بن سکتے ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 137-139)

یہ مضمون روزنامہ الفضل 25/ اپریل 2005ء صفحہ 3-4 پر شائع شدہ ہے۔قارئین اس لنک پر اس کو ملاحظہ فرماسکتے ہیں:

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A20050425.pdf

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

ایک گمنام استانی

بشریٰ داؤد مرحومہ

تقریر و تحریر میں تاریخ لجنہ کراچی کا روشن ستارہ

یہ نام بچپن سے لڑکپن تک سماعتوں اور بصارتوں کا حصہ بنا رہا۔مختلف کتب کے سرورق پر طبع شدہ یہ نام اس وقت شاید درسی کتاب کی طرح اپنی طرف متوجہ نہ کرسکا۔ نہ یہ معلوم تھا کہ یہ نام پڑھ سکنے کی عمر تک یہ ستارہ واقعی آسمان پر جگمگانے کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے چلا گیا تھا۔

ان کی وفات کے قریباً انیس سال بعد الفضل آن لائن لندن کے 22/ جنوری 2022ء کے شمارہ میں محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کے مضمون ''ایک تھی بشریٰ'' پر نظر پڑی۔ گو یہ مضمون مصباح کے بشریٰ داؤد نمبر۔دسمبر 1993ء میں شائع ہوا تھا لیکن اس کی دوبارہ اشاعت نے ایک گمنام استانی سے ملا دیا۔

عنوان دیکھ کر یہ علم نہ تھا کہ ایسا گہرا ایمان افروز مضمون ہوگا۔ یہ خیال کیا کہ یہ ذکر خیر ایسا ہی ہوگا جیسا عموماً لکھا جاتا ہے۔لیکن مضمون کیا تھا، لفظ لفظ جماعت سے محبت اور خدمت کا عکاس۔مضمون کی روانی نے جذبات کی فروانی کو بڑھا کر اشکبار کرتے ہوئے آخری حرف تک چمٹائے رکھا۔مضمون پڑھ کر دل ایسا اداس ہوا جیسے یہ سانحہ کل ہی رونما ہوا ہو۔

کراچی کی لجنہ کی مساعی کا خاکسار تہ دل سے معترف ہے۔ والدہ کے ساتھ بیت الرحمٰن، گیسٹ ہاؤس، احمدیہ ہال، کسی گھر کی بیٹھک، کسی صحن میں چارپائیوں پر یا مسجد میں کبھی کلاسز، اجلاسات، میٹنگز، جلسہ سیرت النبیؐ میں شرکت کرنا بھی کچھ کچھ مستحضر ہے۔نصاب وقفِ نو کے علاوہ کونپل، غنچہ کتاب کو ہاتھوں میں لئے ہم ان وقف نو کلاسز میں جاتے۔

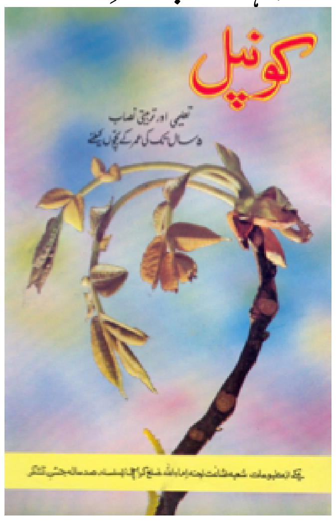

کونپل، غنچہ، گل، گلدستہ اور گلشن احمد نامی کتابچہ وکتب نے جس طریق پر احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت میں کردار ادا کیا ان کو تاریخ سراہتی چلی جائے گی۔ان کی شریک مصنفہ بشریٰ داؤد صاحبہ تھیں۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کتب ''ولادت سے نبوت تک'' اور دوسری کتاب ''نبوت سے ہجرت تک'' ان کے علاوہ کتابچے مقدس ورثہ، چشمہ زمزم، اصحاب فیل، پیاری مخلوق، انبیاء کا موعود، امن کا گہوارہ، مکّۃ المکرمہ، وہ ابتدائی کتب تھیں جو بچپن میں ہم نے پڑھیں تھیں۔

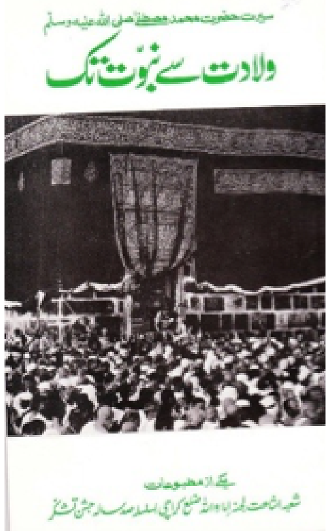

ان کتب کی خاص بات بچہ اور والدہ میں سوال و جواب ہے۔ یہ کتب تربیت سے زیادہ تعلیمی رنگ رکھتی ہیں۔اسی لئے مرحومہ موصوفہ کو ایک استانی کہا جا سکتا ہے۔

اب یہ کتابچے گھر گھر، مسجد مسجد پائے جانے کا سارا کریڈٹ بھی لجنہ اماء اللہ کراچی کی اس ٹیم کو جاتا ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیاں قرار دیا اور ان مکھیوں نے بشریٰ داؤد صاحبہ کو اپنی ملکہ قرار دیا۔

مجھے یاد ہے جس روز ''چشمہ زمزم'' کا مضمون پڑھا تھا تو سکول میں چند روز بعد اسی موضوع کا سبق تھا۔ درسی کتاب میں ایک شخص یا ایک قبیلہ کی طرز پر کہانی بیان ہوئی تھی۔ کلاس ٹیچر نے کہا کہ ایک قافلہ گزرا جو قریش قبیلہ تھے۔ان میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بھی ہوئی۔ اس پر خاکسار نے قریش کے بجائے قبیلہ جرہم کا بتایا تھا۔تو انہیں حیرت ہوئی تھی۔

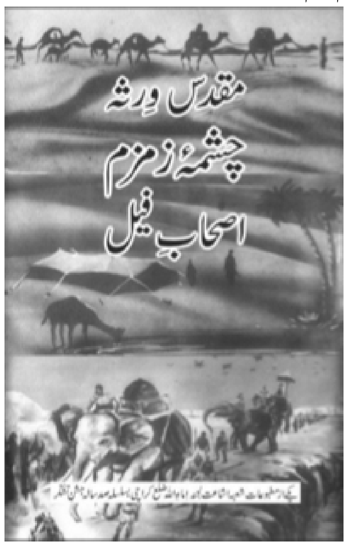

ان کتب اور اطفال و وقف نو کلاسز میں سکھائے گئے اسلامی اور تاریخی ناموں کے صحیح تلفظ اورسنین کے سبب سکول میں سبق پڑھتے ہوئے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور معلومات پر اساتذہ اظہار حیرانی ضرور کرتے۔

حور جہاں بشریٰ المعروف بشریٰ داؤد، حوری کے نام سے لجنہ اماء اللہ کراچی کی کتب کے ذریعہ تعارف تھا ان کتب کا ہماری تعلیم و تربیت میں اہم مقام ہے۔لوگ درختوں کے بیج اس لئے لگاتے ہیں کہ آئندہ نسل اس سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن درخت کے محدود اثمار سے محدود زمان و مکان لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ اس کے بالمقابل کتب وہ اشجار طیبہ ہیں جو زمان و مکان کی حدود سے بالا چہار دانگ عالم میں اپنے اثمار سے لوگوں کو مستفیض کرتی چلی جاتی ہیں۔

آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 23/ جولائی 1993ء کے خطبہ میں آپ کا ذکر خیر فرمایا:

مرحومہ کی وفات پر لجنہ اماء اللہ کے جریدہ مصباح نے جناب مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب کے زیر ادارت 96 صفحات کا محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ نمبر شائع کیا۔ الاسلام ویب سائٹ پر لجنہ اماء اللہ سیکشن میں مصباح کے اس خصوصی نمبر کا اضافہ مرحومہ موصوفہ کی سیرت پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اس احمدی خاتون کی صفات کو بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح ایک تین بچوں کی ماں نے گھر بار سمیت جماعت کی قلمی و لسانی خدمت کو امر کردیا۔ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ایک سحر انگیز مقررہ اور سیرت کے بیان میں رطب اللسان کتب کی مصنفہ تھیں۔ وفات سے قبل لاہور میں سیرت النبی ﷺ کے کامیاب جلسوں میں ان کی تقاریر کا طوطی بولتا تھا۔

الاسلام ویب سائٹ پر لجنہ اماء اللہ کا سیکشن پر انہی کا کام نمایاں نظر آتا ہے۔لیکن پھر بھی اس مضمون کے عنوان میں گمنام کا لفظ استعمال کیا ایک وجہ تو یہ کہ ان کتب کی وجہ سے وہ پردہ غیب سے ہی ایک احمدی نسل کی استانی ٹھہریں۔

دوسرا یہ کہ ان کی وفات کے وقت بھی کئی لوگ ان کی ان خوبیوں سے نا آشنا تھے تاوقتیکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی لسان مبارک سے ان کے لئے داد تحسین عطا ہوئی۔

مصباح کے نمبر میں شامل آپ کے والد صاحب کو لکھے گئے چند تعزیتی خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ واقعی ایک گوہر نایاب تھیں۔

• محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن نے لکھا کہ:

''جب حضور انور نے خطبہ جمعہ میں ان کی بے شمار خوبیوں کا بھرائی ہوئی آواز میں ذکر فرمایا تو دل جذبات اور جذبات رشک سے بھر گیا۔ ایسا خوش انجام کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل و احسان سے ہی ہوتا ہے۔ آپ کا اور آپ کے محبین کا دل اس لائق، ممتاز، خادم، دین ہستی کی جدائی سے محزون تو ہے لیکن کیا ہی بابرکت اور مبارک انجام ہے جو انہیں نصیب ہوا مبارک باد کے لائق ہے وہ وجود جس کی محبت اور خدمات کے تذکرہ نے خدا تعالیٰ کے محبوب امام کے دل میں یہ جذبات غم وحزن پیدا فرمائے جو مسلسل دعاؤں میں ڈھلتے چلے جارہے تھے۔ اس موقع پر دلی جذبات تعزیت کے ساتھ اس مبارک انجام پر اس قابل فخر بیٹی کے والد گرامی کی خدمت میں مبارک باد بھی عرض کرتا ہوں جذبات کے دو دھارے بیک وقت ساتھ ساتھ جاری ہیں۔ بہت خواہش ہے کہ میں آپ کی موصوفہ قابل فخر بیٹی کی زبانی سیرت نبوی کا مبارک تذکرہ سن سکوں۔ اگر ان کی تقاریر ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ ہوں تو میری درخواست ہے کہ کسی موقع پر ارسال فرمائیں تا میں بھی وہ آواز سن سکوں جو حضور انور کے ارشاد گرامی کے بعد تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئی ہے۔''

• محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد مرحوم نے لکھا کہ: ''عزیزہ بشریٰ داؤد صاحبہ کی وفات بڑے صدمے کا باعث بنی خصوصاً جب میری بیوی نے مجھے ان کی خوبیوں جماعت کے لئے ان کی وابستگی اور جماعت کی خدمت کے لئے ان کے جذبہ کے بارے میں تفصیل بتائی۔ میری بیوی بھی آپ سے اور دیگر عزیزان سے تعزیت کا اظہار کر رہی ہیں۔ اگرچہ اس وفات پر جس طرح میری بیوی نے صدمہ محسوس کیا ہے اس سے تو یہ لگتا ہے کہ خود ان سے عزیزہ بشریٰ کی تعزیت کرنی چاہئے۔ اللہ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آپ کو اور دیگر تمام عزیزان کو خود تسلی اور سکینت بخشے۔''

• حافظ مظفر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ: ''آپ کے ساتھ بنگلہ دیش کے سفر میں ان کی لکھی تقاریر (جو آپ ساتھ لائے تھے) دیکھ کر تو میں حیران ہی رہ گیا اور جب حضور انور ان کی سیرت کی تقریر کا دلنشین تذکرہ فرمارہے تھے تو میں خود جو حدیث کا طالب علم اور سیرت میرا من بھاتا موضوع ہے حسرت سے سوچ رہا تھا کہ کاش ان کی کوئی تقریر سنی ہوتی۔ اگرچہ کراچی میں گذشتہ میٹنگ میں مجھ سے لاہور میں اپنے دورہ اور تقاریر کا تذکرہ کیا مگر مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ لکھنے کے ساتھ ایسا اچھا بولتی بھی ہیں۔ کراچی میں سیرت کے جلسوں کی وہ سرخیل تھیں۔''

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی کتب سے مستفید و مستفیض ہونے والوں کے دلوں سے نکلی دعائیں اور ان کی ان نیکیوں اور خدمات کا فیض ان کی نسلوں تک جاری رہے۔ آمین

اقبال احمد نجم۔ لندن

محترمہ امینہ ایدل وائز المیدادیاز برازیل

پہلی احمدی خاتون مبلغہ

محترمہ امینہ ایدل وائز اور آپ کے آباؤاجداد پرتگال سے آ کر برازیل کے شہر ریو دے جینزو Rio de Janeiro میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ کی شادی نیوی کے ایک کرنل سے ہوئی تھی۔ آپ ان کے ساتھ امریکہ اور میکسیکو میں 10 سے 12 سال رہیں۔ آپ کو انگریزی اور سپینش خوب اچھی طرح آتی تھی۔ آپ برازیل میں خواتین کے ایک رسالے کی کچھ عرصہ ایڈیٹر بھی رہیں۔ ان کی مصروفیات اور اشغال میں سے ایک پینٹنگ بھی تھی۔ آپ قدرتی مناظر کی پینٹنگ کرتی تھیں۔ Copacobanaکے عالمی شہرت یافتہ علاقہ میں جہاں آپ رہتی تھیں اپنی بنائی ہوئی سینریاں باہر نکال کر رکھ دیتیں تھیں اور سیاح منہ بولا دام دے کر انہیں خرید کر لے جاتے تھے۔ اس طرح آپ اپنے اخراجات پورے کر لیتی تھیں اور مصروف بھی رہتی تھیں۔ آپ قدرتی مناظر کے خاکے بنانے کے لیے جزیرہ Paqueta جایا کرتی تھیں۔ جنرل سیکرٹری مکرم سید محمود احمد کی اہلیہ کا وہاں آبائی مکان تھا اور انہی کے ساتھ ان کا دوستانہ تعلق بھی تھا۔ مکرم سید محمود احمد کی اہلیہ برازیلی تھیں چنانچہ مجھے انہوں نے فون پر اطلاع دی کہ امینہ صاحبہ ہمارے جزیرے پر آرہی ہیں تو میں ان کو تبلیغ کروں۔ ویک اینڈ پر میں وہاں چلا گیا اور ناشتے کی میز پر تبلیغی باتیں ہوئیں۔ میں نے انہیں ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ اور ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ انگریزی زبان میں پڑھنے کو دیں۔ وہ دونوں کتب ساتھ لے گئیں اور دو ہی دن میں انہیں پڑھ ڈالا اور کہنے لگیں کہ میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوتی ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اتنی جلدی کیا ہے؟۔ دعا کر کے تسلی کر لیں۔ کچھ اور لٹریچر کا مطالعہ فرمالیں۔ فرمانے لگیں کہ نہیں آپ مزید دیر نہ کریں میں نے جو سمجھنا تھا سمجھ لیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی رؤیا وغیرہ دیکھی ہے؟ کہنے لگیں ہاں! اور بتایا کہ Floria Napallis شہر کی بات ہے نومبر 1975ء میں میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔ اس وقت میں نے کشف میں ایک فرشتہ دیکھا تھا جو تمہاری طرح کا تھا اور آج ان کتب کے مطالعہ سے مجھے وہی سکون و اطمینان اور روحانی وجدان کی کیفیت حاصل ہوئی ہے جو اس وقت کشف میں محسوس ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ اپنی نوٹ بک لے کر آئیں جس میں وہ کشف درج تھا۔ امینہ صاحبہ نے بتایا کہ اس زمانہ میں پادریوں کی حکومت تھی۔ چرچ میں کسی عورت کو بولنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور مجھے سوالات سوجھتے رہتے تھے۔ میں نے ایک دن کچھ سوال کیے تو پادری نے مجھے چرچ سے نکال دیا جس پر میں نے اپنی بہت بے عزتی محسوس کی اور گھر آ کر اپنا کمرہ بند کر کے خوب روئی اور اللہ تعالیٰ یعنی آسمانی باپ سے فریادرسی کی کہ اے آسمانی باپ! آج میری تیرے گھر میں بے عزتی ہوئی ہے تب اچانک میں نے یہ کشف دیکھا جو میں نے سبز روشنائی سے لکھ کر رکھا ہوا ہے۔

کشف امینہ ایدل وائز بعنوان سر سبز

(یہ وہ اردو ترجمہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں بتاریخ 4/ مئی 1987ء کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا تھا)

اس نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جیسے زیتون کا رنگ ہوتا ہے۔ اس کے لباس میں بڑے بڑے بٹن تھے۔ اس کے سیاہ رنگ کے جوتے تھے۔ اس نے اپنی کمر میں ایک سنہری پٹی کسی ہوئی تھی جس میں ایک سنہری نوک دار تلوار لٹک رہی تھی۔ اس کے سر پر ایک کپڑا رکھا ہوا تھا جس میں سنہری کام ہوا تھا اور نیچے ایک کھلی سی شلوار زیب تن کی ہوئی تھی۔ وہ میرے کمرے میں کھلے دروازے سے آیا۔ اس کی آواز بلند اور مضبوط تھی۔ اس کا رنگ سانولا اور آنکھیں موٹی موٹی تھیں۔ اس نے اپنی تلوار پیٹی میں سے نکال کر فضا میں لہرائی اور میں پہلے تو خوف محسوس کرنے لگی۔ پھر میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا ’’میں تمہارا محافظ ہوں اور تمہارا دفاع کرنے آیا ہوں‘‘ یہ سن کر میں پرسکون اور مطمئن ہوگئی۔ یہ چند گھڑیاں جو سکون و اطمینان کی گزریں میری تمام زندگی کو پرمسرت اور خوش آئند بناتی ہوئی مجھ پر محیط ہوگئیں۔

وہ میرا محافظ کہاں ہے؟ یہ میں اس سے دریافت کرتی مگر اس خیال سے کہ ایسا پوچھنا کہیں اسے ناگوار نہ گزرے چپ ہی رہی۔ وہ تو زندگی بخش تھا بلکہ لافانی! وہ انسان تھا یا ایک انسان کے لباس میں فرشتہ تھا!وہ چند گھڑیاں جو میں نے اس کے ہمراہ گزاریں انہیں میں نے محسوس کیا کہ وہ تو ایک مجسم محبت تھا۔ کیا اعتماد تھا! کیا بھروسہ تھا!وہ جو بھی تھا۔ میری خواہش تو یہی تھی کہ یہ حالت سکون و اطمینان جو مجھے حاصل ہوا وہ ہمیشہ کے لیے جاودانی ہوجائے۔

پادری لوگ مجھے دن رات پریشان کرتے ہیں اور مجھے مقدس مذہبی تحریرات کے مطالعہ سے روکتے ہیں اور اس طرح اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہیں مگر اب تو مجھے ان کے خلاف ایک محافظ مل گیا ہے۔ میں بہت خوش ہوئی اور ایک پرمسرت چیخ میرے وجود کے اندر سے یعنی میری روح میں سے بلند ہوئی اور مجھے یوں لگا جیسے ساری کائنات اس کو سن رہی ہے اور اس میں ایک کمزور عورت کو ایک محافظ ایک بہت عظیم شخص مقرر کیا گیا ہے۔ مجھے یوں لگا جیسے میرا خدا مجھ میں سما گیا ہے اور مجھے مُردوں میں سے نکال کر زندوں میں شامل کر دیا ہے۔

جو صرف میں نے ہی محسوس کیا اور جیسے اپنے شعور میں صرف میں نے ہی سمجھا۔

Floria Noplis...November 1975

اقرار: میں ایدل وائز المیدادیا امینہ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اقرار کرتی ہوں کہ یہ میرا ایک سچا کشف جو بذریعہ اقبال احمد نجم اسلام و احمدیت کے قبول کرنے سے پورا ہوا ہے۔

(ایدل وائز 3/ مئی 1987ء)

آپ کا وقف اور دین اسلام و احمدیت کی خدمت

میں نے امینہ ایدل وائز صاحبہ سے درخواست کی کہ آپ وقف کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے وقف کی درخواست لکھ دی جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی اور ہدایت فرمائی کہ مشن ہاؤس میں انہیں ایک کمرہ دے دیا جائے اور 20، 25سال کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تراجم کروائیں۔ پہلے پمفلٹ پھر کتابچے اور پھر کتابیں۔ چنانچہ خاکسار نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق عمل کیا وہ اپنے بیٹے کے مکان Copacabons سے مشن ہاؤس تشریف لے آئیں۔ خاکسار نے انہیں سٹیشنری اور ڈکشنریاں وغیرہ لا دیں اور انہوں نے تندہی سے ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ جو ترجمہ وہ دن بھر کرتیں میں رات کو اس پر نظر ثانی کرتا تھا۔ یہ کام بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے محترمہ کو ان تھک بڑی تیزی سے لگاتار آٹھ آٹھ گھنٹے کام کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ جو تراجم آپ نے کیے میں وہ لکھتا ہوں۔

1. میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
2. اسلام کیا ہے؟
3. احمدیت کیا ہے؟
4. حضرت عیسیٰ علیہ السلام
5. اسلام و احمدیت
6. حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے
7. جہاد
8. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
9. مسیح ہندوستان میں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام
10. محمد ﷺ بائبل میں
11. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم
12. نماز کی کتاب
13. ہماری تعلیم از حضرت مسیح موعود علیہ السلام
14. اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعود علیہ السلام
15. اسلام کیا ہے؟
16. مذہب کی تجدید
17. اسلام کا اقتصادی نظام از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
18. بلال رضی اللہ عنہ
19. حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر مشتمل مختلف اقتباسات۔
20. پرتگالی زبان میں ترجمہ قرآن کریم

مندرجہ بالا تراجم پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ہمیں آپ نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھجوایا اور پھر دن رات ترجمے کا کام شروع ہوگیا۔ اس ترجمے کو صرف ہم دو ہی کرنے والے تھے۔ محترمہ جو ترجمہ دن بھر کرتیں میں رات گئے تک لفظ لفظ دیکھتا تھا۔ خاص طور پر عربی چونکہ محترمہ کو نہیں آتی تھی اس لیے میں آیت آیت دیکھتا تھا اور جس جس لفظ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہوتا تھا وہ ہم ناشتے کی میز پر فائنل کرتے جاتے تھے اور ٹائپسٹ کو دیتے جاتے تھے۔ یہ مکمل ہو کر جب چھپا تو ہم نے کہیں اپنے نام کا ذکر نہیں کیا۔ مگر حضور پر نور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت خاکسار اور سسٹر امینہ کا ذکر بغرض دعا دیباچہ میں لکھوا دیا۔ یہ ہمارا ترجمہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے پیش کئے جانے والے پہلے 50 تراجم میں سے ایک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترمہ امینہ ایدل وائز آف برازیل کو 1989ء میں احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر اپنی گراں قدر خدمات سے عظیم الشان مثال قائم کرنے کی وجہ سے اور خصوصاً قرآن کریم کا پُرتگالی ترجمہ کرنے کی وجہ سے پہلی احمدی مشنری خاتون کے خطاب سے نوازا۔

(بحوالہ محسنات، احمدی خواتین کی سنہری خدمات)

احمدیہ مشن پرتگال کا قیام

یہ کام بھی سسٹر امینہ کو سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 1982ء میں میرا بائی پاس آپریشن ہوا تھا اور اس کے بعد میری پرتگال کے لیے تقرری ہوئی تھی۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے اتنی جلدی ملک سے باہر جانے سے روک دی پھر جب اجازت ملی تو مجھے 1985ء میں برازیل بھجوایا دیا گیا پھر وہاں سسٹر امینہ جیسی قابل خاتون شامل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوگئیں تو صرف قرآن کریم کے ترجمہ مکمل ہو جانے کے بعد مجھے یہ خیال آیا کہ آپ کو وہاں وقف عارضی پر بھجوا کر پرتگال میں جماعت کی رجسٹریشن کرا لی بقیہ صفحہ 13 پر

محمد ادریس شاہد۔ فرانس

اسلام آباد (ٹلفورڈ) یوکے میں قیام

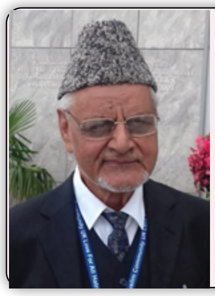

سورۃ النور کی آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ نے قیام خلافت کے انعام کے ذریعہ مومنوں کو دوہری خوشخبریاں دی ہیں۔

1. دین کو تمکنت حاصل ہوگی۔
2. خدا خلافت کے سایہ میں بسنے والوں کے تمام مصائب و آلام دکھ درد اور پیش آنے والے غم دور کر دے گا۔

1984ء میں حکومت پاکستان نے خلافت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے اور جماعت کو خلافت سے دور کرنے کا بہت بڑا منصوبہ بنایا۔ جس کا اعلان حاکم وقت نے خود ایک بدنام زمانہ ترمیمی آرڈیننس کے ذریعہ کیا۔ تمام حالات سے باخبر رہنے کے لیے متعدد ایجنسیوں کو فعال کر دیا گیا۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ خلافت کا انعام تمام قدرتوں کے مالک خدا کے ہاتھوں عطا ہوتا ہے۔ یہ پودا کسی کمزور ہاتھ کا لگایا ہوا نہیں جس کو اکھاڑ پھینکنا کچھ آسان ہو۔ وہ قادر مطلق خدا ہر لحہ اور ہر موڑ پر اپنے بندوں کی خود راہنمائی فرماتا ہے اور اپنی عطا شدہ نعمت کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔

چنانچہ ایک طرف انسانی نظام سے منسلک ایجنسیاں مستعد ہوئیں تو دوسری طرف خدائے قدوس کی راہنمائی میں چلنے والوں کی طرف سے مسجد مبارک ربوہ میں قافلہ کی اسلام آباد روانگی اور بحفاظت رسید گی کے لیے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کا اعلان ہوا اور پھر حسب اعلان اور پروگرام ایک قافلہ اسلام آباد (پاکستان) کے لیے روانہ بھی ہوگیا۔ اس وقت تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خدا نے جس قافلے کے اسلام آباد جانے کا اعلان کروایا ہے وہ اسلام آباد کہاں ہے۔ بعد میں جب پتہ چلا کہ جو قافلہ اسلام آباد (پاکستان) جا رہا تھا وہ تو اصل قافلہ نہ تھا بلکہ اصل قافلہ تو لندن پہنچ چکا ہے اور پھر جلد ہی خدا نے جماعت کو ایک وسیع جگہ عنایت فرمادی جس کا نام اسلام آباد رکھ کر بتایا گیا کہ اصل قافلہ اس اسلام آباد کی طرف رواں دواں تھا۔ جو دشمن کے ہر شر سے نجات پاکر بخیر و عافیت اپنی منزل پر پہنچ چکا ہے۔ تمام روئے زمین پر بسنے والے مومنوں کے غم اور فکر دور ہوئے۔ اب اس وسیع زمین میں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے خود یہاں متعدد جلسوں میں شرکت کا موقع ملا۔ بلکہ ایک مرتبہ تو اپنے اہل و عیال کے ساتھ دو تین ماہ قیام کی سعادت بھی مل گئی الحمد للہ۔ لیکن اب تو اس قطعہ زمین کی قسمت بدل چکی ہے۔ اب سمجھ آتی ہے کہ قافلہ اسلام آباد جانے سے کیا مراد تھی۔

پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مجھے گزشتہ دنوں 7/ سے 27/ ستمبر 2022ء اسلام آباد میں وقف عارضی کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ربوہ سے محض ایک مختصر قافلہ نہیں بلکہ سارا قصر خلافت ہی یہاں منتقل ہوگیا ہے۔ جس میں قصر خلافت کی عمارت کے ساتھ بہت خوبصورت مسجد مبارک اور بنیادی ضروری دفاتر جن میں نہایت مستعد نوجوان کارکنان جو آج کا کام آج ہی کرنے کے عادی ہیں۔ خواہ نماز عشاء تک یا اس کے بھی بعد تک بیٹھنا پڑے۔ دفتر روزانہ کھلتے ہیں۔ ہاں البتہ کارکنان اپنی سہولت کے لیے شاید باری باری یا اپنی ضرورت کے مطابق ہفتہ میں ایک چھٹی کر لیتے ہیں۔ سارے کام الیکٹرونک کمپیوٹر پر ہوتے ہیں اس لیے اگر ضرورت پیش آئے تو کارکن اپنا کام گھر لے جا کر بھی کر لیتے ہیں۔

لنگر خانہ مسیح موعود علیہ السلام بھی خدمت میں مستعد ہے۔ صبح دوپہر شام تینوں وقت کھانا ملتا ہے۔ تینوں اوقات میں مختلف قسم کے کھانے پیش کیے جاتے ہیں۔

اسلام آباد کا ماحول بہت خوبصورت، کشادہ اور خوشگوار ہے۔ خلیفۂ وقت کی موجودگی میں ہر طرف روحانیت کی بارش محسوس ہوتی ہے۔ ملنے جلنے والے یا راستہ چلتے ہوئے قریب سے گزرنے والے ایک دوسرے کو سلام کرنے میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مناظر دیکھ کر ربوہ کے پچاس سال پہلے کے مناظر آنکھوں کے سامنے گزر جاتے اور یوں محسوس ہوتا کہ اس قافلے کے ساتھ ربوہ کا سارا ماحول بھی قافلہ سالار نے یہاں منتقل کر لیا ہے۔

میرا وقف عارضی پروگرام تین ہفتے کا تھا۔ جن میں سے تقریباً دو ہفتے سرائے نصرت اسلام آباد گزارنے کا موقع ملا۔ اس طرح حضور انور کی قربت اور فیوض کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ احسان بھی پیارے آقا کا ہی ہے جنہوں نے شفقت فرمائی چنانچہ ملاقات میں فرمایا کہ آپ سرائے نصرت میں رہتے ہو سارا دن تبشیر میں ڈیوٹی کر رہے ہو نمازیں یہاں ادا کرتے ہو اور بتاؤ! تمہیں کیا چاہیے۔ یہی تم نے لکھا تھا؟ خاکسار نے عرض کیا جی حضور کی شفقت ہے اور شفقت ہی چاہیے۔

جہاں تک تبشیر میں ڈیوٹی کا تعلق ہے وہ تو وقت گزارنے کے لیے ایک مفید بہانہ تھا۔ اگر کوئی فرانسیسی خطوط آتے تو مجھے ترجمہ کے لیے مل جاتے اور مجھے اردو ترجمہ کرنے کی سعادت مل جاتی۔ ان ایام میں جن خطوط کا ترجمہ کیا ان کی کل تعداد شاید ایک سو سے زائد نہ ہوگی۔ فالحمد للہ۔ البتہ خدا کا شکر ہے کہ ان ایام میں پانچوں نمازیں حضور کی اقتداء میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور مسجد میں آتے جاتے قریب سے دیدار بلکہ دو تین مرتبہ تو نماز کی ادائیگی کے بعد رخ انور ہماری طرف موڑ کر حضور نے نظر شفقت فرمائی۔ حضور انور نے کیا دیکھا تھا کیا دیکھا مجھے تو حسن و جمال سے بھرپور چہرہ شریف کا دیدار ہوگیا اور میری حاضری بھی لگ گئی۔ میں نے فوراً کہا کہ میرے ناصرف پیسے پورے ہو گئے بلکہ بہت سا منافع بھی محبوب آقا نے عطا فرما دیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

عام طور پر چلتے پھرتے جو شخص بھی مجھے دیکھتا ہے تو اس کو یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ میری ٹانگوں میں کوئی گڑبڑ ہے۔ لیکن جب میں ملاقات کے لیے حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو دیکھتے ہی فرمایا یہ تمہاری ٹانگوں کو کیا مسئلہ ہے؟ یہ کوئی ایکسیڈنٹ کا اثر ہے یا کچھ اور ہے خاکسار نے عرض کیا۔ حضور! ڈاکٹروں نے بہت تجزیہ کر کے یہی بتایا ہے کہ ایک ایکسیڈنٹ کے اثرات دوبارہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ اب اس لحہ کے بعد وہاں قیام کے دوران اور اب یہاں واپس آ کر بھی اب تک ٹانگوں میں، کمر میں یا گردن میں کسی جگہ کچھ بھی درد محسوس نہیں ہوا۔ الحمد للہ۔

اور ہاں خدا تعالیٰ کے وہ بزرگ خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جن کو خدا دشمن کے مکروہ ارادوں سے اپنی خاص قدرت سے بحفاظت یہاں لایا اور جن کے سفر ہجرت کے آغاز میں قافلے کا اسلام آباد کے لیے سفر اعلان ہوا وہ اپنی زندگی کے سب مراحل بہت تیزی اور نہایت کامیابی سے طے کرتے ہوئے یہیں اپنے خدا کو پیارے ہو گئے اور اب حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ اسی اسلام آباد کے مبارک قطع زمین میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَاتَھُمْ اور ابن منصور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رفقاء کے ساتھ یہاں قیام فرما ہیں اور جماعت احمدیہ کے بین الاقوامی مشن کی قیادت فرما رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْھُمْ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں۔

میں نے روزنامہ الفضل آن لائن کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتب کو محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کاشوں کی اشاعت پر آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ کتب جماعت کے لٹریچر میں بہترین اضافہ ہیں۔

• مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں۔

الفضل آن لائن لندن پر تبصرہ کرنا ایسا ہی ہے کہ علمی دریا میں بہتی ناؤ سے اگر ایک جگ روحانی سیرابی کی خاطر لے لیا جائے تو دریا کی حیثیت پر کیا اثر پڑے گا مگر اس سے سیراب ہونے والے کو نئی حیات نصیب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس علمی دریا کو روانی کے ساتھ بہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دریا کے پانی سے روحانی کھیت ہمیشہ سیراب ہوں اور عوام الناس کو صحت مند روحانی کھیتی میسر ہو آمین۔ اس دسترخوان پر جو میوے موجود ہیں ان سے لطف اندوز ہونے کے بعد وہ میوے خدا کرے ہمارے لئے جنت کے میوے بن جائیں آمین۔ پیارے حضور انور کے بیرونی دورہ جات کی مفصل رپورٹنگ اور اس کے اثرات دوستوں کی زبانی سُننے یا الفضل میں پڑھنے کو ملتے ہیں الحمدللہ۔ دیگر مضامین، منظوم کلام، فقہی مسائل اور ان کا حل، ہمارے علم میں اضافے کا موجب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد، حضرت سلطان القلم کے فرمودات اور امام وقت کا فرمان پڑھنے سے دل میں ایمانی قوت اور مضبوطی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ نیکی میں آگے بڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے اس اہم آرگن کو مزید ترقیات سے نوازے اور پیارے حضور انور کو خدا تعالیٰ صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مؤرخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا مضمون بعنوان ’’میوہ ہائے دین کا الفضل دسترخوان ہے‘‘ مکرمہ منصورہ فضل من کے شعر کی بہت شاندار اور جامع تشریح ہے۔ نہایت لطیف پیرائے میں مادی دسترخوان کی الفضل کے روحانی دسترخوان سے مماثلت قائم کی گئی ہے کہ ہر سطر کو پڑھتے ہوئے دل داد و تحسین دیتا رہا۔

اسی طرح مؤرخہ 21 اکتوبر کے شمارے میں مولانا عبد الستار خان صاحب کی تحریر ’’دعا کی برکت سے معجزانہ شفا‘‘ پڑھتے ہوئے خیال آیا کہ یوں تو من حیث الجماعت ہم سب ہی پیارے آقا کی دعاؤں سے حصہ پاتے ہیں لیکن مولانا صاحب کی طرح اور بھی بہت سے ایسے احباب ہیں جنہوں نے خلیفہِ وقت کے قبولیتِ دعا کے اعجاز کو شفایابی، کامیابی یا کسی مشکل اور تکلیف کے ٹل جانے کی صورت میں مشاہدہ کیا ہے۔ **خاکسار کی عاجزانہ رائے ہے کہ روزنامہ الفضل کے پلیٹ فارم سے ایک سلسلہ شروع کیا جائے جس میں احبابِ جماعت اپنے وہ واقعات قلمبند کریں جو خلیفہ ٔوقت کی قبولیتِ دعا کے اعجاز سے منسلک ہیں تا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعجازات اور تائید و نصرت کے اس باب کو جو لوگوں کے سینوں میں موجود ہے رقم کر کے محفوظ کیا جا سکے۔**

• مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ نیوپورٹ ساوتھ ویلز یو کے لکھتے ہیں۔

مؤرخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا مضمون جو مکرمہ منصورہ فضل من کے شعر کی مصرعہ پہ تھا اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ محترمہ منصورہ نے میرے منہ کی بات بیان کر دی۔ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا کہ انہوں نے بڑی جرأت کی اور بڑا سچ بیان کیا۔

بلکہ دین کے میوے کے طور پر بیان کر کے ایک بات سمجھائی کہ کھانے کی طرح جلدی جلدی کرنے کی بات نہیں، یہ سمجھ سمجھ کر مزہ لے لے کر سمجھنے اور بیان کرنے کی بات ہے۔ میوے مزے لے لے کر ہی کھائے جاتے ہیں اور دسترخوان بھی سچ فرمایا کہ ایسی حسن ترتیب سے روزنامہ میں سجائے جاتے ہیں کہ ہر ایک کی پسند کا کچھ نہ کچھ میوہ ضرور دسترخوان پر چنا ہوا ہوتا ہے گویا ہر مزاج کا انسان اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ شعر سے آگے نکلیں تو اسے مضمون میں جس حسن بیان سے دسترخوان کی شکل میں پیش کیا گیا ہے وہ کمال ہے، ٹھنڈے میٹھے چٹخارے بھی، مشروب بھی اور روح کی تسکین بھی اور مثلِ شراب طہور کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ بھی سچ ہے کہ دنیائے ادب کا ایک بڑا طبقہ اخبار الفضل کا شدت سے انتظار کرتا اور تسکین روح پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی و علمی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے آمین۔

بقیہ: محترمہ امینہ ایدل وائز المیدادیاز برازیل... از صفحہ 11

جائے۔ آپ سے پوچھا تو آپ کو آمادہ پایا۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اجازت سے ان کا پاسپورٹ بنوایا اور ٹکٹ خرید کر انہیں دے دیا گیا۔ میں نے اپنی طرف سے پاور آف اٹارنی وکیل صاحب کے نام بنوا دیا تھا۔ چنانچہ 4/ نومبر 1987ء کو احمدیہ جماعت پرتگال کا قیام عمل میں آ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ الحمد للہ کہ پرتگال مشن کے بانیوں میں اُن کا اور خاکسار کا نام بھی شامل ہو گیا۔ سسٹر امینہ پرتگال کا مشن رجسٹرڈ کرا کے جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کے بعد اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شرف حاصل کر کے واپس برازیل لوٹیں تو بہت خوش و خرم تھیں۔

برازیل میں مشن ہاؤس کی خرید

آقا نے انہیں جماعت احمدیہ برازیل کے لیے مشن ہاؤس کی خرید میں خاکسار کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے فرمایا تھا۔ ریو دے جنیرو شہر کے مضافات میں Petropolis کا قصبہ ہے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ وہاں پر ان کی سہیلی رہتی ہے اور اس کا خاوند اپنا آبائی مکان فروخت کرنا چاہتا ہے۔ ان کو اپنے کاروبار کے لیے فوری رقم درکار ہے ورنہ وہ شائد نہ بیچتے۔ قصبہ سنٹر سے 10-15 منٹ کے فاصلے پر ہے۔ مین روڈ پر ہے۔ مکان کی چوکی بلند ہے۔ ساتھ گیسٹ ہاؤس، سرونٹ کواٹر بھی ہے۔ منی فٹ بال کی ایک گراؤنڈ بنی ہوئی ہے۔ ایک طرف پہاڑی ہے اور زمین اوپر تک پھیل گئی ہے۔ ہم نے جا کر دیکھی تو ہم تینوں کو بہت پسند آئی۔ (یعنی خاکسار، سسٹر امینہ اور مکرم سید محمود احمد جرنل سیکرٹری کو)

میں نے جب بتایا کہ ہمیں اپنی مذہبی جماعت کے مرکز کے طور پر اسے خریدنا ہے تو کہنے لگے کہ ہم تب تو صرف چند پرانی یادگار چیزیں اٹھائیں گے باقی سب کچھ مشن کے لئے چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ حضور پُرنور رحمہ اللہ کی اجازت سے یہ جائیداد خرید لی گئی جو ہمارا مشن ہاؤس برازیل ہے۔ جس میں اب تو مسجد بن گئی ہے اور اس کا نام بھی بیت الاول حضور پُرنور نے رکھا ہے۔

سسٹر امینہ ایدل وائز کے اخلاق حسنہ

عبادت گزار، سادہ مزاج اور بااخلاق خاتون تھیں۔ بعض اوقات نماز کے بعد چہرے پر کپڑا ڈال کر بیٹھ جایا کرتی تھیں۔ جب پوچھتا کہ کیا ہوا ہے تو خاموش رہتی تھیں اور خاص حالت کے دور ہونے کے بعد آپ کا چہرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو چہرہ پسینہ پسینہ اور سفید نظر آتا۔ یہ جذب کی روحانی کیفیت جو ان پر طاری ہوا کرتی تھی، میرے اصرار پر انہوں نے ایک دفعہ بتایا کہ ایسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ ایک پاک قوت مجھ میں داخل ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مجھے اپنے پر قابو نہیں رہتا۔ چہرہ سفید ہو جاتا ہے اور پسینہ آ جاتا ہے اور سخت گرمی لگتی ہے۔ مگر مجھے دلی راحت اور سکون و قرار نصیب ہوتا ہے۔

آپ اپنے بیٹے اور پوتی کو ملنے کبھی کبھی Copacabons جایا کرتی تھیں اور سبزیاں بنا کر دے آتی تھیں۔ اپنی پوتی کے لیے تحائف بھی لے جایا کرتی تھیں۔ آپ کے بیٹے نے دو شادیاں کی ہوئی تھیں۔ پہلی بیوی سے آپ کے پوتے پوتیاں پڑھ لکھ کر برسر روزگار ہو چکے تھے۔ آپ بڑی محبت سے انہیں یاد کرتیں اور انہیں دعوت الی اللہ بھی کرتی تھیں۔ دوسری بیوی اٹالین تھی جو ساتھ Copacabons میں رہتی تھی۔ وہ اسے اتنا پسند تو نہیں کرتی تھیں مگر کبھی اُسے بُرا بھی نہیں کہتی تھیں۔ اکثر ملنے جاتی تھیں۔ آپ کو قبولیت دعا کے کئی نشانات عطا ہوئے تھے۔ پُرتگال میں جماعت کی رجسٹریشن کے دوران آپ کو کئی دقتیں درپیش ہوئیں تو محض دعا سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور مشکل کام آسان ہو گئے۔ مہمان نواز بھی بہت تھیں۔ جب بھی اپنے بیٹے اور پوتی کو مل کر آتیں تو کچھ نا کچھ ضرور لے کر آتیں۔ اناس آپ کو بہت پسند تھے۔ کیلے بہت کھاتی تھیں اور اس کی سوئیٹ ڈش بنا کر کھاتی تھیں۔ فرائی پین میں پانی ڈالتیں اور کیلا ڈال کر چھیل لیتی تھیں اور چینی ڈال کر چمچ سے کھا لیتی تھیں۔ کھانوں میں لوبیا چاول کھاتی تھیں جو برازیلین لوگوں کی عمومی خوراک ہے۔ میں جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والوں کے لئے آنے والوں کے لیے پلاؤ تیار کرتا تھا اور یہ دارالضیافت کی طرف سے ضیافت ہوتی تھی۔ آپ کو پلاؤ بہت پسند تھا۔ جب بھی پوچھتا کہ کیا پکائیں تو فرماتیں پلاؤ۔ چنانچہ یخنی بنا کر فریج میں رکھ چھوڑتا تھا۔ دوپہر کو آپ خود ہی اس میں سے تھوڑی سی یخنی لے کر اس میں چاول دَم کر کے پلاؤ بنا لیتی تھیں۔ آپ کے ساتھ گزرا ہوا وہ تھوڑا سا وقت بھی نہیں بھولتا اور ہمیشہ دعاؤں میں یاد رہتی ہیں۔ احباب کرام سے بھی درخواست ہے کہ اُن کے لیے دعا کریں۔ آپ 23/ اکتوبر 1999ء کو 82 سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

سو سال قبل کا الفضل

م م محمود

6/ نومبر 1922ء دو شنبہ (سوموار)
مطابق 15/ ربیع الاول 1341ہجری

صفحہ اول اور دوم پر حضرت سیدمیر محمد اسحٰق صاحبؓ کی جانب سے ہفتہ وار رپورٹ لنگر خانہ شائع ہوئی ہے۔جس میں آپؓ نے دورانِ ہفتہ لنگر خانہ تشریف لانے والے مہمانان کے اسماء اور لنگر خانہ کے اخراجات کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح صفحہ نمبر دو پر ہفتہ وار رپورٹ صیغہ محاسب و بیت المال بھی شائع ہوئی ہے۔اسی صفحہ پر مکرم رحیم بخش صاحب (حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب) ناظرتعلیم وتربیت کا اعلان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے سیکرٹریان تعلیم وتربیت کے تقرر اور ان کے اسماء کا اعلان کیا ہے۔

صفحہ نمبر3 اور4 پر اداریہ شائع ہوا ہے جسے ایڈیٹر اخبار الفضل نے تین مختلف عناوین کے تحت تحریر کیا ہے۔پہلا عنوان ’’خلیفہ ٹرکی سے دنیوی اقتدار علیحدہ کرنے کی تجویز اور مسلمانانِ ہندوستان کا غم و غصہ‘‘ ہے۔اس عنوان کے تحت الفضل اخبار لکھتا ہے کہ ’’لنڈن سے 23/ اکتوبر 1922ء کا تار مظہر ہے کہ ’’قسطنطنیہ ٹائمز‘‘ کے نامہ نگار نے جنرل رفعت پاشا کے متعلق جو تھریس کے گورنر مقرر کیے گئے ہیں لکھا ہے کہ انہوں نے قسطنطنیہ یونیورسٹی کے طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ٹرکی کی داخلی یعنی اندرونی پالیسی عوام کی حکومت پر مبنی ہوگی۔ مجھے خلافت کے قیام کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خلیفہ کو تمام دنیاوی اختیارات سے محروم کر دینا چاہئے۔ روحانی اور دنیاوی طاقت کا اجتماع جسے ترکوں کے اول سلطان خلیفہ سلیم نے قائم کیا تھا۔بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔اب اسے ترک کر دینا چاہئے۔‘‘

اخبار الفضل نے اس گورنر قسطنطنیہ کی اس تقریر کے بعد ہندوستان کے بعض اخبارات کی اس پر آراء شامل کی ہیں جن میں گورنر قسطنطنیہ کے خیالات سے مکمل انکار کیا گیا ہے۔ان آراء کے بعد اخبار الفضل لکھتا ہے کہ

’’بات دراصل یہ ہے کہ اگر فی الواقعہ خلافت ٹرکی اسلامی خلافت ہوتی تو کبھی اس کی یہ حالت نہ ہوتی بلکہ خدا کی مدد اور نصرت اس کے شاملِ حال رہتی۔کیا اس میں دیکھنے اور سمجھنے والوں کے لیے بہت بڑا سبق نہیں ہے۔اگر عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے کافی نہیں تو وہ وقت بھی آئے گا اور ضرور آئے گا جبکہ یہ نام کی خلافت بھی نہ

بقیہ صفحہ 6 پر

فقہی کارنر

آبکاری کی تحصیلداری

ایک دوست جو محکمہ آبکاری میں نائب تحصیلدار تھے ان کا خط حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کی خدمت میں آیا اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا اس قسم کی نوکری ہمارے واسطے جائز ہے؟

فرمایا: اس وقت ہندوستان میں ایسے تمام امور حالت اضطرار میں داخل ہیں۔تحصیلدار یا نائب تحصیلدار نہ شراب بناتا ہے نہ بیچتا ہے نہ پیتا ہے، صرف اس کی انتظامی نگرانی ہے اور بلحاظ سرکاری ملازمت کے اس کا فرض ہے۔ ملک کی سلطنت اور حالات موجودہ کے لحاظ سے اضطراراً یہ امر جائز ہے۔ہاں خداتعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ انسان کے واسطے اس سے بھی بہتر سامان پیدا کر دے۔ گورنمنٹ کے ماتحت ایسی ملازمتیں بھی ہوسکتی جن کا ایسی باتوں سے تعلق نہ ہو اور خداتعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

(بدر 26/ ستمبر 1907ء صفحہ 6)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

دل کو آئینہ کی طرح صاف رکھیں!

انسان کا دل بھی مثل آئینہ تمام آلائشوں اور گندگیوں سے پاک ہونا چاہئے تاجہاں اس کے ذریعہ خداتعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکے وہاں مخلوق خدا کی ہدایت واصلاح کا بھی باعث ہو۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے۔کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلیاتِ الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ 66)

(اداریہ: آئینہ جھوٹ بولتا ہی نہیں، الفضل آن لائن لندن 21/ فروری 2020ء)

مرسلہ: ذیشان محمود۔سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

5/نومبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:08	17:42
مدینہ منورہ	05:11	17:39
قادیان	05:25	17:36
ربوہ	05:05	17:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:33	16:30